وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ
رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

اسعاد العباد بحقوق الوالدین والاولاد

المعروف بہ

حقوق الوالدین

من تصانیف

السید الامام العلامۃ الملک المؤید من اللہ تعالیٰ ابی الطیب النواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ تعالیٰ

طبع فی بلدۃ آگرہ سنہ ۱۳۰۴ھ

اسمیں والدین کے حق اولاد پر اور اولاد کے حق ماں باپ پر جو ہیں واضح طور پر ثابت کئے گئے ہیں

اب دوبارہ اس کو

عبد العظیم و عطاء الرحمن صاحبان نے طبع کرایا

اور

استار پریس دھلی میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الاحد الواحد الفرد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد - والصلوٰۃ والسلام علی خاتم رسلہ وسید انبیائہ محمد افضل کل والد وما ولد وعلی آلہ وصحبہ کابراً عن کابر وآباً عن جد اما بعد یہ ایک تحریر مختصر بیان میں حقوق والدین واولاد کے بینے اسکو بعض اہل بیت کی فرمایش سے لکھا ہے اور اس کا نام اسعاد العباد بحقوق الوالدین والاولاد رکھا ہے و باللہ الاستعانۃ وبہا تادیۃ الامانۃ -

مقدمہ بیان میں قسمت حقوق کے

ہر مسلمان ایماندار پر دو طرح کے حقوق شرعاً ثابت ہیں ایک اللہ تعالیٰ کے حقوق دوسرے بندوں کے حقوق سو ان دونوں قسم کے حقوق کا ادا کرنا واجب ہے ہر حق کے ترک ہونے پر قیامت کیدن مواخذہ ہوگا اللہ تعالیٰ اپنے حقوق کا مطالبہ علیحدہ کریگا اور بندوں کے حقوق کا مطالبہ علیحدہ اللہ کے حقوق وہی ہیں جو اس نے اپنے انبیاء ورسل کی زبان پر عبادات وطاعات فرض وواجب کئے ہیں اور انکے ترک پر عقاب وعذاب کی وعید فرمائی ہے اسمیں ہر پنج بنیاد اسلام وغیرہا داخل ہیں رہے حقوق عباد کے سو وہ بہت ہیں جیسے حق نبی واہل بیت وصحابہ وائمہ وغیرہم لیکن اس جگہ ان سب حقوق سے بحث نہیں ہے فقط بیان کرنا حقوق اصول وفروع یعنی الوین واولاد کا مقصود ہے بقیہ حقوق عباد کا بیان اگر اللہ نے چاہا تو دوسری تحریر میں ضبط کیا جائیگا اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اپنے حقوق کے لئے مسامحت بھی فرمائیگا اس لیے کہ اسکی رحمت غضب پر سابق ہے مگر حقوق عباد کی معافی جب ہی ہوگی کہ صاحب حق معاف کرے ولہذا بڑا خوف انہیں حقوق کے ترک کرنے میں ہے مومن کامل وہی ہوتا ہے جو ہر حقدار کا حق پورا پورا ادا کرتا ہے ماں باپ ہوں یا جورو بچے جسنے اس جگہ اپنے مظلمہ کی معافی کرالی وہ اچھا رہا سستا چھوٹا اور جسپر کسی حقدار کا حق رہگیا وہ بلا میں پڑا ولہذا حدیث ابوہریرہ میں فرمایا ہے مَنْ کَانَتْ لَہٗ مَظْلِمَۃٌ لِاَخِیْہِ مِنْ عِرْضِہٖ اَوْ شَیْءٍ فَلْیَتَحَلَّلْہُ الْیَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ دِیْنَارٌ وَّلَا دِرْہَمٌ اِنْ کَانَ لَہٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْہُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِہٖ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَیِّئَاتِ صَاحِبِہٖ فَحُمِلَ عَلَیْہِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ جس کسی کا کوئی مظلمہ اُس کے بھائی کے پاس ہو آبرو یا کسی اور شے کا تو وہ آج اُس سے معاف کرالے قبل اس کے کہ نہ دینار ہو نہ درہم اگر اُس کا عمل صالح ہوا تو بقدر مظلمہ کے لیلیا جائیگا اور اگر اُس کے حسنات نہوئے تو اُسکے بھائی کے سیئات لیکر اسپر لادے جائینگے دوسرا لفظ اسکا رفعاً یہ ہے کہ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰی اَہْلِہَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یُقَادَ لِلشَّاۃِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاۃِ الْقَرْنَاءِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی قیامت کیدن حق والوں کے حقوق دلائے جائینگے یہاں تک کہ بے سینگ کی بکری کا بدلا سینگ والی سے لیا جائیگا معلوم ہوا کہ حق ایک ایسی چیز ہے کہ حیوان کو بھی اُس سے نجات نہ ملیگی حالانکہ وہ بے شعور محض تھا پھر انسان کا کیا ذکر ہے جو کہ عقل وشعور رکھتا ہے تیسرا لفظ یہ ہے اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْہَمَ لَہٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِصَلٰوۃٍ وَّصِیَامٍ وَّزَکٰوۃٍ وَّیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ ہٰذَا وَقَذَفَ ہٰذَا وَاَکَلَ مَالَ ہٰذَا وَسَفَکَ دَمَ ہٰذَا وَضَرَبَ ہٰذَا

يُعْطِي هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ أَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ
ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے کہا مفلس ہم میں وہ شخص ہے جسکے پاس نہ روپیہ ہے نہ کچھ سامان فرمایا مفلس
میری اُمت میں وہ شخص ہے جو آئیگا دن قیامت کو نماز روزہ زکوٰۃ لیکر اور اُس نے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسیکو تہمت زنا کی لگائی ہوگی اور
کسی کا مال خورد برد کر لیا ہوگا اور کسی کا خون کیا ہوگا اور کسیکو مارا پیٹا ہوگا پھر اسکو اسکے حسنات دینگے اسی طرح دوسرے کو اس کی نیکیاں
دیجائینگی اگر وہ حسنات قبل حکم اخیر کے فنا ہو جائینگے تو اُنکی خطائیں لیکر اُس شخص پر ڈالدیجائینگی پھر اُسکو آتش جہنم میں پھینکینگے
اس حدیث میں دلیل ہے اس بات پر کہ حقوق عباد کا مواخذہ بہت سخت ہوگا کوئی یہ سمجھے کہ نماز روزہ و زکوٰۃ بجالانے سے
مطالبہ حقوق عباد کا نہوگا تو یہ اُسکی غلط فہمی ہے بلکہ عوض حقوق و مظالم مذکور کے سارے حسنات اس کے مظلوم کو دیئے جائینگے
یہ تہیدست رہجائیگا اور اگر حسنات باقی نرہے تو مظلومین و اہل حقوق کے سیئات اس کے گلے باندھکر اس کو دوزخ میں ڈالدینگے
اسمیں اشعار ہے طرف اس کے کہ حقوق عباد میں نہ عفو ہوگا نہ شفاعت ہوگی یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالی خصم کو راضی کر دے ولہذا حدیث
ابو امامہ میں فرمایا ہے مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَبْدٌ أَذْهَبَ آخِرَتَهٗ بِدُنْيَا غَيْرِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ یعنی سب سے بدتر درجہ
میں دن قیامت کے وہ بندہ ہوگا جسنے اپنی آخرت دوسرے کی دنیا کے پیچھے برباد کردی حدیث سابق میں تینوں طرح کے حقوق کا
ذکر فرمایا تھا جان مال آبرو اسلیئے کہ ان ہر سہ امر کا ایک ہی حکم ہے جیسے کسی کو جان سے مار ڈالنا ہے ویسا ہی اُس کا مال چھین لینا ہے
خواہ غصب سے لیا ہو یا چوری سے یا فریب سے یا کسی اور طرح پر آگیا ہو اُسکی آبرو کا لینا ہے اور اس حدیث میں اجمالاً یہ فرمایا ہے کہ اضاعت
حقوق میں غیر کی دنیا کے لیئے اپنی آخرت کا ضایع کرنا ہے عائشہ کہتی ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں اَلدَّوَاوِيْنُ ثَلٰثَةٌ دِيْوَانٌ
لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ
وَدِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُهُ اللّٰهُ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَدِيْوَانٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ
فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ فَذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَإِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ دیوان
یعنی صحیفہ اعمال تین طرح پر ہیں ایک وہ ہے جسکو ہرگز اللہ نہ بخشیگا وہ شرک باللہ ہے اللہ نے کہا ہے کہ اللہ شرک کو نہ بخشیگا اور جو
گناہ شرک سوا اور کہ ہے وہ جسکو چاہیگا بخشدیگا دوسرا دیوان وہ ہے کہ جسکو اللہ ہرگز نہ چھوڑیگا وہ ظلم ہے بندوں کا آپس میں یہانتک
کہ بعض کا قصاص بعض سے کریگا تیسرا دیوان وہ ہے جسکی اللہ کچھ پروا نہیں کرتا ہے وہ ظلم ہے بندوں کا درمیان اپنے اور اللہ کے
اس کا اختیار اللہ کو ہے چاہے عذاب کرے چاہے درگذر فرمائے یہ حدیث دلیل صریح ہے اس بات پر کہ حقوق اللہ معاف ہو سکتے ہیں
مگر حقوق عباد معاف نہونگے اُنکا بدلا ظالم کو ضرور ملیگا سو اکثر لوگ اللہ کے حقوق تو کم ضایع کرتے ہیں یعنی نماز روزہ زکوٰۃ حج
بجالاتے ہیں لیکن حقوق عباد کی کچھ پروا نہیں کرتے حالانکہ بڑے خوف کا مقام یہی حق العبد ہے بس ان حقوق عباد کے
ضایع ہونے سے حقوق خدا بھی کچھ نفع بخش نہیں ہوتی اس لیئے کہ عوض حقوق کے وہ حسنات مظلوم کو ملینگے
یہ مفلس بیچارہ تھا جب بالکل بے حسنات ہوگیا تو اب سوائے جہنم کے کہیں ٹھکانا اس کا باقی نرہا یہ حقوق انہیں تین چیزوں سے

متعلق ہیں جان و مال آبرو سو بہ نسبت جان کے مظلوم مال بہت زیادہ واقع ہوا کرتا ہو دنیا سے امانت اٹھ گئی خیانت رہگئی
مال جس طرح سے ہاتھ آتا ہو حرام خالص ہو یا مشتبہ اسکے لینے میں کسیکو کچھ دریغ نہیں ہوتا بلکہ تحصیل مال کے لئے ہزاروں
مکر و حیلہ و فریب کرتے ہیں اور اسکو عقلمندی اور جس کا مال کہا جاتے ہیں اسکو بیوقوف سمجھتے ہیں لیکن قیامت میں یہی ظالم احمق ٹہیرینگے
اور مظلوم اپنا حق لیکر عقلمند ہو جائیگا اس میں کچھ شک نہیں ہو پھر جو شخص قتل و اخذ مال باطل ہو بچ جاتا ہے تو وہ آبروریزی سے
کسی طرح محفوظ نہیں رہتا ضرور ہی کسی کو مارتا ہے کسیکو گالی دیتا ہو کسی پر تہمت لگاتا ہے کسی پر افترا باندھتا ہو تو ایسا شخص
و سقائل اور حرام خوار گناہ میں برابر ہے اور جزا میں یکساں کیوں کہ اللہ نے ان تینوں امر کا ایک حکم رکھا ہو بلا تفاوت اور
یہ ہر سہ امر حق ہونے میں مساوی یکدیگر ہیں اور اللہ کسی کا حق ہرگز ضائع نہ کرے گا حدیث علی مرتضیٰ رض میں فرمایا ہے اِیَّاکَ
وَدَعْوَۃَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّمَا یَسْاَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی حَقَّہٗ وَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّہٗ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ
یعنی بچ تو دعای مظلوم سے کیونکہ اللہ اپنے حق کا تو فقط سوال ہی کرے گا پھر چاہے پکڑے یا چھوڑے مگر حقدار کو اس کے حق سے
منع نہ کرے گا اس کا حق ظالم سے ضرور ہی دلوائیگا و ہکذا حدیث ابن عمر میں رفعاً آیا ہے اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ
مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی ظلم دن قیامت کے اندھیرا ہوگا ابو موسیٰ کا لفظ رفعاً یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَیُمْلِیْ لِلظَّالِمِ حَتّٰی اِذَا اَخَذَہٗ لَمْ یُفْلِتْہُ
مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی اللہ ظالم کو مہلت و تاخیر دیتا ہے یہاں تک کہ جب اسکو پکڑ لیتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا یعنی دنیا میں
بھی اسپر بلا آتی ہے آخرت تو ہنگ رہی ہے

	آنچہ کند دود دل دردمند		آتش سوزان نکند با سپند	

کتاب و سنت ذم ظلم و اضاعت حقوق عباد سے لبریز ہیں یہ گناہ جسقدر سخت و درشت ہے اور جس قدر انجام اس کا
برا ہے اتنا ہی یہ نظر خلق میں سہل و آسان ہو گیا ہے اس زمانہ میں ایسے لوگ کہ حقوق عباد علی الاطلاق ادا کریں
خصوصاً حقوق والدین یا ازواج یا اولاد یا قرابت یا حقوق اسلام کمیاب بلکہ نایاب ہو گئے ہیں دنیا تمام کے مسلمانوں
سے بھری ہوئی ہے لیکن کام کے مسلمان لاکھ میں ہزار اور ہزار میں سو اور سو میں دس بھی میسر نہیں آتے انا للہ

فصل بیان میں آیات حقوق والدین کے

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ
وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ جب لیا ہمنے اقرار بنی اسرائیل کا کہ بندگی نکرو مگر اللہ کی اور ماں
باپ سے سلوک نیک اور قرابت والے سے اور یتیموں اور محتاجوں سے اور کہو لوگوں سے نیک بات اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ
ف آیت دلیل ہے اس بات پر کہ یہ احکام انبیاء سابق و امت گزشتہ پر بھی فرض تھے اللہ نے احسان
کرنیکو ساتھ والدین کے ہمراہ اپنی عبادت نماز و زکوٰۃ کے ذکر کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ احسان کرنا واجب ہے

۲ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ بندگی کرو اللہ کی اور ملا و مت اس کے ساتھ کسیکو
اور ماں باپ سے نیکی اور قرابت والے سے اور یتیموں سے اور فقیروں سے اور ہمسایۂ قریب سے اور ہمسایۂ اجنبی سے اور
برابر کے رفیق سے اور مسافر سے اور اپنے ہاتھ کے مال سے ف موضح القرآن میں فرمایا ہے یعنی اول اللہ کا حق ادا کرو
پھر ماں باپکا پھر ان سبکا درجہ بدرجہ ہمسایۂ قریب کا حق زیادہ ہے ہمسایۂ اجنبی کا اس سے پیچھے برابر کا رفیق جو ایک کام میں
ساتھ شریک ہو جیسے ایک استاد کے دو شاگرد یا ایک خاوند کے دو نوکر پھر فرمایا کہ اسکے حق ادا کرنیکا مانع ہے جسکے مزاج
میں تکبر و خودپسندی ہے کہ کسیکو اپنے برابر نہیں سمجھتا انتہے میں کہتا ہوں آیت دلیل ہے اس بات پر کہ بعد اللہ کے حق کے
سب سے مقدم حق ماں باپ کا ہے جسنے انکے حق کو ادا نکیا وہ کسیکے حق کو ادا نکریگا ۳ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ
اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا تو کہہ آؤ تمہیں سناؤں وہ جو حرام کیا ہے تجپر تمہارے ربنے کہ شریک نکرو اس کے
ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ سے نیکی ف اس جگہ احسان والدین کو ہمراہ عدم شرک کے ذکر کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ جسطرح شرک
فی العبادۃ کرنا حرام ہے اسی طرح احسان کرنا ساتھ والدین کے فرض ہے ۴ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ
الْحِسَابُ ای رب ہمارے بخش مجکو اور میرے ماں باپ اور سب ایمان والوں کو جسدن کھڑا ہو حساب ف یہ دعا حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے کی تھی اس سے معلوم ہوا کہ دعاے مغفرت کرنا واسطے ماں باپکے سنت انبیاء علیہم السلام ہے یہ دعا
قبل اس کے تھی کہ انکو اپنے باپ کا کافر ہونا معلوم ہو جب معلوم ہوا کہ وہ مشرک ہے تو بحکم خدا دعا کرنے سے روک دیئے گئے
ایک حق ماں باپ کا اولاد پر یہ بھی ہے کہ انکے لیئے دعا بخشش کی کرتا رہے یہ دعا مقدم ہے دعاے دیگر مومنین پر حدیث
میں آیا ہے اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْ لَهٗ ۵ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ
الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ
مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا اور حکم دیا تیرے ربنے کہ نہ پوجو اس کے سوا اور ماں باپ سے
بھلائی کبھی پہنچ جاوے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک یا دونوں تو نہ کہہ انکو ہوں اور نہ جھڑک انکو اور کہہ انکو بات ادب کی اور
جھکا انکے آگے کندھے عاجزی کر کر پیار سے اور کہہ ای رب انپر رحم کر جیسا پالا انہوں نے مجھکو چھوٹا سا ف اس جگہ بھی
اللہ نے ذکر احسان و ادب والدین کا بعد اپنی عبادت کے کیا ہے اسی طرح ہر جگہ انکے حق کو بعد اپنے حق کے جملہ حقوق
خلق پر مقدم فرمایا ہے یہ دلیل ہے کمال اعتبار و اہتمام پر ساتھ حقوق ماں باپ کے پھر یہاں تک ادب سکھایا کہ
والدین کے روبرو اف بھی نکرے اور انسے ساتھ کلام سخت کے پیش نہ آئے بلکہ نرم بات کرے اور عاجزانہ اور خاکسارانہ
برتاؤ رکھے اور انکے لیئے داعی رہے اور اس حکم کو بطور ایجاب کے فرمایا اب جو کوئی خلاف اس حکم کے انکے ساتھ برتاؤ کریگا
وہ اللہ کا نافرمان ہوگا اور ماں باپ کا عاق اور اللہ جس طرح کہ اپنی ترک عبادت پر اس سے بازپرس فرماوے گا

اسی طرح ترک احسان و بے ادبی والدین پر بھی مواخذہ کرے گا فتح البیان میں بیچ اس آیت کے کہا ہے کہ مراد لفظ
قضی سے یہ ہے کہ اللہ نے امر جزم و حکم قطع و حتم مبرم کیا ہے ابن عباس نے بجائے قضی ووصی پڑھا ہے قضی اسجگہ بمعنی اوجب ہے احسان
مراد اس جگہ بر ہے اسکو قرین عبادت واسطے اعلان تاکید حق کے کیا ہے اگرچہ عنایت بحال والدین ثابت ہوا اسیطرح دوسری آیت میں اپنے
شکر کو ساتھ شکر والدین کے ملایا ہے پھر حالت کبر کو بالتخصیص ذکر کیا ہے اس لیے کہ والدین اس حالت میں طرف والدین کے زیادہ تر حاجتمند ہوتے
ہیں پھر فرمایا کہ کسی حالت اجتماع و انفراد میں سامنے انکے دم نہ مار حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے مرفوعاً کہا ہے
لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ شَيْئًا مِنَ الْعُقُوْقِ اَدْنٰی مِنْ اُفٍّ لَحَرَّمَهٗ اصمعی نے کہا اِسْتَعْمَلُوْهُ فِیْ كُلِّ مَا يُتَأَذّٰی بِهٖ ابن اعرابی نے
کہا اُفٌّ الْاُفُّ الضَّجَرُ قتیبی نے کہا ذَكَرُوْهُ عِنْدَ كُلِّ مَكْرُوْهٍ يَصِلُ اِلَيْهِمْ شوکانی نے کہا ہے وَالنَّهْيُ يُفْهِمُ النَّهْيَ
عَنْ سَائِرِ مَا يُؤْذِيْهِمْ بِفَحْوَی الْخِطَابِ اَوْ بِلَحْنِهٖ كَمَا هُوَ مُقَرَّرٌ فِی الْاُصُوْلِ انتہی لفظ نہر بمعنی زجر و غلظت ہے قول کریم
سے مراد کلام نرم و لطیف جمیل سہل ہمراہ تادب و حیا و احتشام کے ہے محمد بن زبیر نے کہا یعنی جب والدین پکاریں تو لبیک سعدیک
کہے عروہ نے کہا یا اُمَّتَاهُ یا اَبَتَاهُ کہے نام و کنیت سے نہ پکارے خفض جناح سے مراد خضوع و تذلل ہے جس طرح کہ غلام سامنے اپنے
مالک تندخو کے خاکساری کرتا ہے پھر فرمایا کہ انکے لیے دعا کرے یعنی گو رات دن میں پانچ بار ہی ہو شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَلَقَدْ بَالَغَ
سُبْحَانَهٗ فِی التَّوْصِيَةِ بِالْوَالِدَيْنِ مُبَالَغَةً تَقْشَعِرُّ لَهَا جُلُوْدُ اَهْلِ الْعُقُوْقِ وَتَقِفُ عِنْدَهَا شُعُوْرُهُمْ حَيْثُ افْتَتَحَهَا
بِالْاَمْرِ بِتَوْحِيْدِهٖ وَعِبَادَتِهٖ ثُمَّ شَفَعَهَا بِالْاِحْسَانِ اِلَی الْوَالِدَيْنِ ثُمَّ ضَيَّقَ الْاَمْرَ فِیْ مُرَاعَاتِهِمَا حَتّٰی لَمْ يُرَخِّصْ فِیْ
اَدْنٰی كَلِمَةٍ تَنْفَلِتُ مِنَ الْمُتَضَجِّرِ مَعَ مُوْجِبَاتِ الضَّجَرِ وَمَعَ اَحْوَالٍ لَا يَكَادُ الْاِنْسَانُ يَصْبِرُ مَعَهَا وَاَنْ يَذِلَّ
وَيَخْضَعَ لَهُمَا ثُمَّ خَتَمَهَا بِالْاَمْرِ بِالدُّعَاءِ لَهُمَا وَالتَّرَحُّمِ عَلَيْهِمَا وَهٰذِهٖ خَمْسَةُ اَشْيَاءَ كُلِّفَ الْاِنْسَانُ بِهَا فِیْ حَقِّ
الْوَالِدَيْنِ وَقَدْ وَرَدَ فِیْ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ ثَابِتَةٌ فِی الصَّحِيْحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا وَهِیَ مَعْرُوْفَةٌ فِیْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ انتہی ابن کثیر نے
اپنی تفسیر میں بیچ آیت باب کے لکھا ہے کہ قضی بمعنی امر و وصیت کے ہے اُف سے مراد یہ ہے کہ انکو کوئی بری بات نہ سنائے
یہاں تک کہ تافیف بھی نہ کرے کہ یہ ادنی مراتب قول سیئ ہے اور نہر سے مراد یہ ہے کہ تجھ سے کوئی فعل قبیح انکے حق میں صادر نہو
بلکہ قول حسن و فعل حسن عمل میں آئے مراد قول کریم سے لین طیب حسن ہے ساتھ تادب و توقیر و تعظیم کے مراد خفض جناح سے
تواضع ہے فعل میں اور مراد دعای رحمت سے دعا کرنا ہے انکے کبر میں اور بعد موت کے حدیث مقدام بن معدیکرب
میں فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِآبَائِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاُمَّهَاتِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِاُمَّهَاتِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ
يُوْصِيْكُمْ بِاُمَّهَاتِكُمْ اِنَّ اللّٰهَ يُوْصِيْكُمْ بِالْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَهْ یعنی ایک بار باپ کا ذکر کیا
اور تین بار ماں کا بریدہ نے کہا ایک مرد اپنی ماں کو اٹھائے ہوئے طواف کرتا تھا حضرت سے اس نے پوچھا هَلْ اَدَّيْتُ
حَقَّهَا فرمایا لَا وَلَا بِزَفْرَةٍ وَاحِدَةٍ اَوْ كَمَا قَالَ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَاِنْ
جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِیْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا [illegible] کر دیا انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلے رہنا

اور اگر وہ تجھسے زور کریں کہ تو شریک پکڑے میرا جسکی تجکو خبر نہیں تو نہ مان کہنا اُنکا **ف** اس آیت میں احسان کرنے کو
ساتھ ماں باپکے اپنی وصیت ٹھیرایا ہے اس سے کمال درجہ کی تاکید دربارۂ احسان والدین ثابت ہوتی ہو احسان میں
جملہ انواع ووجوہ نیکی کرنیکے داخل ہیں ازانجملہ ایک اطاعت والدین ہے جملہ اُمور دینی ودنیاوی میں خواہ واجبات ہوں
یا مستحبات یا مباحات سوا شرک کے کہ اگر ماں باپ ایسے امر کا حکم دیں جسمیں خدا کے ساتھ کسیکو شریک کرنا پڑتا ہو تو اس کام
میں اُنکی اطاعت اولاد پر واجب نہیں ہو سوا شرک باللہ کے سب امور میں اُنکی اطاعت بعد عبادت خدا کے مقدم ہوتی
ہے یہ فضیلت خاص اللہ نے واسطے ماں باپ کے مقرر رکھی ہو کوئی دوسرا حق والا اس مرتبہ میں شریک والدین کا نہیں ہو
۲ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ
إِلَيَّ الْمَصِيرُ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا
مَعْرُوفًا ہمنے تقید کیا انسان کو اسکے ماں باپکے واسطے پیٹ میں رکھا اُسکو اُسکی ماں نے تھک تھک کر اور دودھ چھوڑنا
ہو اس کا دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجہی تک آنا ہو اور ساتھ دے اُن کا دنیا میں دستور سے
ف موضح القرآن میں کہا ہو اللہ نے شرک سے پیچھے اور سب نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرمایا کہ بعد اللہ کے
حق کے ماں باپ کا حق ہے انتہی اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہمکو ماں باپکے ساتھ احسان کرنا اور اُنکے حکم کی بجاآوری
کرنا اور اُنکے حق کا نگاہ رکھنا اللہ تعالیٰ کی وصیت ہو پھر خاص کر ماں کے حق کو اس لیئے ذکر کیا کہ اُسکی تکلیف بہ نسبت
باپکے بابت حمل وفصال بہت زیادہ ہوتی ہے سو جسکی تکالیف زیادہ ہو اُنکا حق بھی زیادہ ہو پھر بعد اپنے شکر کے والدین کا
شکر طلب کیا اور یہ خبر بتایا کہ اگر تم ادای حقوق وشکر والدین میں تقصیر کروگے تو تمکو میری ہی طرف پھر آنا ہو میں تم کو
جزا سزا تمہاری تقصیر کی دونگا پھر شرک کو اس وصیت سے مستثنیٰ کیا کہ سب امور میں اُنکی اطاعت تمپر واجب ولازم
ہے مگر ارتکاب شرک میں کہ اس بابت تم اُنکی اطاعت نکرو لیکن اور امور دنیا میں اُنکی اطاعت سے خارج نہو بلکہ
مطابق دستور ومعروف کے اُنکا ساتھ دو اُنکو نہ چھوڑو ۸ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ
مَاذَا تَرَىٰ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ کہا اے بیٹے میں دیکھتا ہوں
خواب میں کہ میں تجکو ذبح کرتا ہوں پھر دیکھ تو کیا دیکھتا ہے کہا اے باپ کر ڈال جو تجکو حکم ہوتا ہو پاوے گا تو مجکو اگر اللہ نے
چاہا صبر کرنے والوں میں **ف** یہ دلیل ہو اسپر کہ ماں باپ کی اطاعت سے کسی امر میں سرتابی نکرے اگرچہ جان جاے
یہ بات کہ بعد اللہ کے حق کے ماں باپ ہی کا حق سب کے حقوق پر مقدم ہے اس اطاعت اسمعیل علیہ السلام سے بخوبی
ثابت ہوگئی ولله الحمد یہ بھی معلوم ہوا کہ بیٹا اگرچہ پیغمبر ہو تب بھی اسپر اطاعت باپ کی واجب ہو و لہذا حضرت
ابراہیم علیہ السلام بجز شرک کے سب امور میں اطاعت وادب اپنے باپکا نصب العین رکھتے تھے حالانکہ یہ پیغمبر تھے اور وہ مشرک تھا
۹ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ

اشدہ و بلغ اربعین سنۃ قال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی و علی والدی و ان اعمل صالحا ترضاہ و اصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک و انی من المسلمین ہے تقید کیا انسان کو اپنے ماں اور باپ سے بھلائی کرنیکا پیٹ میں رکھا اوسکو اوسکی ماں نے تکلیف سے اور جنا اوس کو تکلیف سے اور حمل میں رہنا اس کا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں ہے یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچا چالیس برس کو کہنے لگا اے رب میری قسمت میں کر کہ شکر کروں میں تیرے احسان کا جو مجھپر کیا اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں نیک کام جس سے تو راضی ہو اور نیک دے مجھکو اولاد میری تیئے توبہ کی تیری طرف اور میں ہوں حکم بردار **ف** موضح قرآن میں کہا ہے پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوٹنا تیس مہینے میں اگر لڑکا قوی ہو تو اکیس مہینے میں دودھ چھوڑتا ہے اور نو مہینے ہیں حمل کے یہ آیت کسی کے حال کا بیان نہیں ہے حضرت نے ماں باپکے حق میں دعا نہیں کی صدیق اکبر چالیس برس کی عمر میں مسلمان ہوئے اور انکے ماں باپ بھی مسلمان ہوئے یہ بات اور کسی صحابی کو نہیں میسر ہوئی لیکن باپ اوسوقت مسلمان نہیں ہوا تو یہ بات فرضی ہے یعنی سعادتمند لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں انتہے یہ آیت دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ نے ہمکو یہ وصیت کی ہے کہ ہم ماں باپکے ساتھ اچھا سلوک رکھیں وہ سلوک یہی ہے کہ سوا شرک کفر کے ہر امر میں اونکی اطاعت کریں پھر باشارۃ النص ماں کے حق کی زیادتی بیان فرمائی کہ اسکی تکلیف بہ نسبت باپکے زیادہ ہے اسلئے استحقاق بھی ماں کا واسطے احسان کے زیادہ ہے پھر اشارہ کیا کہ اولاد سعادتمند وہ ہے جو اللہ کا شکر بجالاوے اور ماں باپ کی طرف کا بھی شکر ادا کرے اس جگہ سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جسکو دعا کرنا ہو وہ یہ دعا کرے جو اس جگہ مذکور ہے • رب اغفرلی و لوالدی و لمن دخل بیتی مؤمنا و للمؤمنین و المؤمنات و لا تزد الظالمین الا تبارا • اے رب معاف کر مجھکو اور میرے باپ کو اور اوسکو جو آوے میرے گھر میں ایماندار ہو کر اور سب ایمان والے مردوں اور عورتوں کو اور گنہگاروں پر یہی بڑھتا رکھ برباد ہونا **ف** یہ دعا نوح علیہ السلام نے کی تھی معلوم ہوا کہ دعا کرنا واسطے ماں باپکے سنت انبیاء علیہم السلام ہے پہلے انکے لیے دعا کرے پھر اور مومنین و مومنات کیلیے یعنی جس طرح کہ اللہ نے ماں باپ کو بعد اپنے سب اہل حقوق پر ہر جگہ مقدم رکھا ہے اسی طرح اولاد انکو دعا و احسان و اطاعت و ادب میں بعد خدا کے سب پر مقدم رکھے پھر ظالموں پر بد دعا کی اسمیں اشارہ ہے طرف اس امر کے کہ جو والدین کے لیے دعا نہیں کرتا ہے اور انکا حق نہیں پہچانتا وہ ظالم ہے اور ظالم برباد ہونیوالا ہے انشاء اللہ تعالی

فصل بیان میں احادیث حقوق مادر و پدر کے

ابن مسعود کہتے ہیں کہ پوچھا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل اللہ تعالی کو بہت محبوب ہے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا میں نے کہا پھر کونسا عمل فرمایا نیکی کرنا ماں باپ سے میں نے کہا پھر فرمایا جہاد کرنا راہ خدا میں رواہ البخاری و مسلم اس حدیث میں پہلے نماز کا ذکر کیا کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے بندوں پر پھر ماں باپ کے ساتھ احسان و نیکی کرنیکا ذکر معلوم ہوا کہ بعد اللہ کے حق کے سب سے مقدم ماں باپ کا حق ہے جسطرح کہ ترتیب نظم قرآنی میں بھی حق والدین کو سب حقوق پر مقدم ذکر کیا ہے

بعد اپنے حق کے یہ اس لیئے کہ جس طرح سب کا معبود ایک ہی ہے اسی طرح ماں باپ ہر شخص کا ایک ہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ واحد حقیقی ہے اور ماں یا باپ واحد مجازی ہے یہ ایک بڑی مناسبت ہے ماں باپ کو ساتھ خالق حقیقی کے اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے ان کے حقوق کو اپنے حق کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے تا کہ اولاد عظمت والدین کی اور تقدم انکا سب اہل قرابت پر سمجھے پھر ذکر جہاد کا کیا یہ دلیل ہے اس بات پر کہ مرتبہ بر والدین کا فضیلت میں جہاد سے بڑھکر ہے (۲) ابو ہریرہ کہتے ہیں حضرتؐ نے فرمایا ہے لَا یَجْزِیْ وَلَدٌ وَالِدَہٗ اِلَّا اَنْ یَجِدَہٗ مَمْلُوْکًا فَیَشْتَرِیَہٗ فَیُعْتِقَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ یعنی بیٹا باپ کو کچھ بدلا اس کے حق کا ادا نہیں کرسکتا مگر یہ کہ باپ کو کسی شخص کا غلام پائے اور مول لیکر اس کو آزاد کر دے یعنی ایک حق باپ کا یہ بھی ہے کہ اس کو ذلت رقیت سے نجات بخشے اگر ایسا اتفاق ہو (۳) ابن عمرو کہتے ہیں ایک آدمی نے آکر حضرتؐ سے اذن جہاد کرنیکا چاہا فرمایا کیا تیرے ماں باپ زندہ ہیں کہا ہاں فرمایا فَفِیْہِمَا فَجَاہِدْ یعنی تو انہیں کی خدمت میں کوشش کر کہ تیرا جہاد یہی ہے رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْ دَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ خدمت والدین کی مقدم ہے اکتساب فضیلت جہاد پر حالانکہ جہاد وہ عمل ہے کہ جسکے برابر کوئی عمل نہیں ہے غازی مغفور ہوتا ہے اور شہید ماجور مگر والدین کی خدمت کرنا اس سے بھی بڑھکر فضیلت رکھتا ہے (۴) دوسری روایت مسلم کی یوں ہے کہ ایک آدمی پاس حضرت کے آیا کہا میں آپ سے بیعت کرتا ہوں ہجرت و جہاد پر اللہ سے طالب اجر ہوں فرمایا فَہَلْ مِنْ وَّالِدَیْکَ اَحَدٌ حَیٌّ تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے کہا ہاں دونوں زندہ ہیں فرمایا فَتَبْتَغِی الْاَجْرَ مِنَ اللّٰہِ کیا تو اللہ سے طالب اجر کا ہے کہا ہاں فرمایا فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْکَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَہُمَا یعنی پھر جا طرف اپنے ماں باپ کے اور اچھی طرح انکی خدمت کر اس جگہ صحبت و خدمت والدین کو ہجرت و جہاد دونوں پر ترجیح و تقدیم دی ہے (۵) ابن عمرو نے رفعًا کہا ہے ایک آدمی پاس حضرت کے آیا اس نے کہا میں تمہارے پاس آیا ہوں کہ ہجرت پہ بیعت کروں اور اپنے ماں باپ کو روتا ہوا چھوڑ آیا ہوں فرمایا اِرْجِعْ اِلَیْہِمَا فَاَضْحِکْہُمَا کَمَا اَبْکَیْتَہُمَا رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدَ یعنی پھر جا اور انکو ہنسا جس طرح کہ تو نے انکو رلایا ہے معلوم ہوا کہ ماں باپ کا حق اولاد پہ بہ نسبت بعض عبادات فاضلہ کے مقدم تر ہے جیسے ہجرت و نحوہا (۶) ابو سعید خدری کا لفظ یہ ہے کہ ایک مرد یمن والوں میں کا ہجرت کرکے پاس حضرت کے آیا آپ نے فرمایا تیرا کوئی رشتہ دار یمن میں ہے اس نے کہا میرے ماں باپ ہیں پوچھا انہوں نے تجکو اجازت دیدی ہے کہا نہیں فرمایا جا کر ان سے اذن لے اگر وہ تجکو اذن دیں تو تو جہاد کر ورنہ ان کے ساتھ نیکی کر رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤُدَ معلوم ہوا کہ بجالانا عبادات نافلہ کا اذن والدین پر موقوف ہے پھر امور دنیا میں ان کا اذن حاصل کرنا بالاولی معتبر ہوگا **قَالَ تَعَالٰی** لَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْ اَبِیْ میں اس جگہ سے نہ ٹلوں گا جب تک کہ میرے ماں باپ اجازت نہ دیں گے یہ دلیل ہے اوپر اطاعت والدین امور دنیاوی میں یہی حکم حق میں والدہ کے بھی جاری ہے اس لیئے کہ اس کا حق بہ نسبت باپ کے

سے چند ہوتا ہے (۷) ابوہریرہ کہتے ہیں ایک مرد آیا اُس نے حضرت سے اذن جہاد کا چاہا فرمایا کیا تیرے ماں باپ
زندہ ہیں کہا ہاں فرمایا فَفِیْہِمَا فَجَاهِدْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَغَیْرُهُ یعنے تو انہیں کی خدمت بجا لایہی تیرا جہاد ہے گویا خادم اپنے
والدین کا حکم میں مجاہد و غازی کے ہوتا ہے اور خدمت ماں باپ کی جہاد پر مقدم ہے (۸) انس کہتے ہیں ایک مرد آیا اور کہا
میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن مجکو قدرت جہاد کرنے پر نہیں ہے فرمایا تیرے ماں باپ میں کوئی باقی ہے اُس نے کہا میری
ماں ہے فرمایا فَاَبْلِ اللّٰہَ فِیْ بِرِّهَا فَاِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَاَنْتَ حَاجٌّ وَمُعْتَمِرٌ وَمُجَاهِدٌ رَوَاهُ اَبُوْ یَعْلٰی وَالطَّبْرَانِیُّ
فِی الصَّغِیْرِ وَالْاَوْسَطِ وَاِسْنَادُهُمَا جَیِّدٌ مَیْمُوْنُ بْنُ نَجِیْحٍ وَثَّقَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَبَقِیَّةُ رُوَاتِهِ ثِقَاتٌ مَشْهُوْرُوْنَ
یعنی اُنکے ساتھ نیکی کر امید خدا جب تو یہ کام کریگا تو تو حاجی اور عمرہ کرنیوالا اور جہاد کرنیوالا ہوگا اس جگہ خدمت والدین کو
حج و عمرہ پر مقدم کیا ہے جس جگہ دیکھو کوئی عمل صالح بعد ادائے حق خدا ادائے حقوق خدمت و اطاعت و ادب والدین سے
بڑھ کر نہیں پایا جاتا یہ خدمت ماں باپ کی گویا ساری عبادتوں سے بڑھ کر اجر رکھتی ہے اور اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ جو
مشقت حج و عمرہ و جہاد و ہجرت میں ہوتی ہے وہ خدمت والدین میں نہیں ہوتی معہذا اجر و ثواب اس خدمت کا عبادات
مذکورہ سے بڑھ کر ہے وہ بڑا بد نصیب ہے جو اس غنیمت بارد کی قدر نجانے اور نعمت غیر مترقبہ کو ضائع کرے یہ ثواب بکثیر
فقط ایک ماں کی خدمت پر مترتب فرمایا ہے پھر اگر باپ بھی موجود ہو اور اسکی بھی خدمت بجا لائے تو سمجھو کہ دونوں کی خدمت
کرنے میں اجر ان اعمال کا بھی دو چند ہو جائیگا وللّٰہ الحمد اور اگر اس اجر کو مقصور خدمت والدہ پر رکھیں اور حدیث کو مورد پر
قصر کریں تو اس سے مزیت حقوق خدمت والدہ کے والد پر سمجھی جاتی ہے واللّٰہ اعلم یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ جسکو
قدرت حج و جہاد وغیرہ کی نہو اور وہ یہ چاہے کہ مجکو اجر ان عبادتوں کا ملے تو اس کے حاصل کرنے کی یہ تدبیر ہے کہ وہ ماں
باپ کی خدمت بجا لائے وللّٰہ الحمد (۹) طلحہ بن معاویہ سلمی نے کہا ہے میں پاس حضرت کے آکر عرض کیا کہ ای رسول خدا
میں ارادہ جہاد کا رکھتا ہوں راہ خدا میں فرمایا اُمُّكَ حَیَّةٌ تیری ماں زندہ ہے میں نے کہا ہاں فرمایا اَلْزِمْ رِجْلَیْهَا فَثَمَّ
الْجَنَّةُ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ یعنے پیچھے اُس کے قدموں کے لگا رہ اسی جگہ جنت ہے مراد لزوم رجلین سے یہ ہے کہ سامنے
ماں کے ذلیل و خوار و خدمت گزار بنا رہ کہ تیری مغفرت اسی میں ہے اس حدیث میں بھی خدمت مادر کو جہاد پر تقدیم دی ہے
(۱۰) ابو امامہ کہتے ہیں اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ
وَنَارُكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ یعنے ایک مرد نے کہا ای رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حق ماں باپ کا اولاد پر کیا ہے فرمایا
وہ دونوں تیری بہشت و دوزخ ہیں مطلب یہ ہے کہ اگر تو نے اُن کا حق ادا کیا اور اُنکو راضی رکھا تو تجھے جنت ملے گی تو
بخشا جائیگا اور اگر تو نے اُن کا حق تلف کیا اُنکو ناراض رکھا تو تجھے دوزخ ملیگی تجکو عذاب ہوگا اس حکم میں ماں باپ
دونوں کو برابر و یکساں رکھا ہے (۱۱) معاویہ بن جاہمہ کہتے ہیں کہ جاہمہ نے پاس حضرت کے آکر کہا ای رسول خدا میں جہاد
کرنا چاہتا ہوں اور آپ کے پاس مشورہ لینے کو آیا ہوں فرمایا تیری ماں ہے کہا ہاں فرمایا فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ

رِجلیھا رَوَاہُ اِبْنُ مَاجَۃَ وَالنَّسَائِیُّ وَاللَّفْظُ لَہٗ وَالْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ یعنی ماں کی خدمت کیا کر
کیونکہ جنت نزدیک اُس کے دونوں پاؤں کے ہے وَرَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ وَلَفْظُہٗ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ
صَلَّعَمْ اَسْتَشِیْرُہٗ فِی الْجِہَادِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّعَمْ اَلَکَ وَالِدَانِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَلْزِمْھُمَا فَاِنَّ الْجَنَّۃَ
تَحْتَ اَرْجُلِھِمَا اس روایت میں ماں باپ دونوں کی خدمت کرنے کا حکم دیا ہے اور دونوں کے زیر قدم جنت کو بتایا ہے
(۱۲) ایک شخص پاس ابو داؤد کے آیا اور کہا میری ایک عورت ہے اور میری ماں مجکو یہ حکم کرتی ہے کہ میں اُس کو طلاق دیدوں کہا
میں نے حضرت کو سنا ہے فرماتے تھے اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ فَاِنْ شِئْتَ فَاَضِعْ ذٰلِکَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْہُ رَوَاہُ ابْنُ
مَاجَۃَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاللَّفْظُ لَہٗ وَقَالَ رُبَّمَا قَالَ سُفْیَانُ اُمِّیْ قَالَ التِّرْمِذِیُّ حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ یعنے باپ افضل
دروازہ ہے منجملہ ابواب بہشت کے تو چاہے اُس کو ضائع کر چاہے محفوظ رکھ سفیان نے اس روایت میں کبھی بجائے ابی کے
لفظ امی کہا ہے ابن حبان کا لفظ اس حدیث میں یوں ہے کہ ایک آدمی پاس ابو الدرداء کے آیا اور کہا میرا باپ میرے
پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ میرا بیاہ کر دیا اور اب وہ مجکو حکم کرتا ہے کہ میں اسکو طلاق دیدوں ابو الدرداء نے کہا میں تجکو
نہ یہ حکم دوں کہ تو باپ کا عقوق کر اور نہ یہ کہوں کہ تو اسکو طلاق دیدے اتنی بات ہے کہ میں نے حضرت کو سنا فرماتے تھے والد
اوسط ابواب جنت ہے تو اس باب کی محافظت کر اگر چاہے یا چھوڑ دے عطا کہتے ہیں میں گمان کرتا ہوں کہ اس شخص نے
اپنی عورت کو طلاق دیدی انتہیٰ میں کہتا ہوں ایک روایت میں ذکر ماں کا آیا ہے دوسری روایت میں ذکر باپ کا یہ دلیل
ہے اس بات پر کہ وجوب حقوق و اطاعت میں ماں باپ دونوں کا ایک ہی حکم ہے ماں طلاق دلائے یا باپ بجا آوری اُنکے
حکم کی ضرور ہے (۱۳) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے نیچے ایک عورت تھی میں اُسکو چاہتا تھا عمر رضی اللہ عنہ اُس سے
ناخوش رہتے تھے مجھسے کہا کہ اس کو طلاق دیدے میں نے نہ مانا عمر نے آکر حضرت سے کہا حضرت نے مجھسے فرمایا طَلِّقْھَا
تو اس کو چھوڑ دے رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَقَالَ
التِّرْمِذِیُّ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ یہ حدیث دلیل واضح ہے اس بات پر کہ طلاق زن میں بیٹا اطاعت باپ کی کرے یہی حکم
نسبت ماں کے ہے کہ اگر وہ بھی طلاق دلوایا چاہے تو اُس کا حکم اُٹھائے رہی بیٹی سو طلاق اُسکی ہاتھ میں اُس کے
شوہر کے ہے نہ اُس کے ہاتھ میں ہاں اگر وہ خود مختار ہوتی تو بحکم والدین طلاق لے سکتی تھی مگر یہ کہ خاوند اختیار طلاق کا
اُس کے ہاتھ میں دیدے کہ اس صورت میں اگر اطاعت والدین تفریق کو اختیار کریگی تو یہ امر بر والدین میں داخل ہوگا
(۱۴) انس بن مالک کا مرفوعًا یہ ہے مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّمَدَّ لَہٗ فِیْ عُمُرِہٖ وَیُزَادَ فِیْ رِزْقِہٖ فَلْیَبَرَّ وَالِدَیْہِ وَلْیَصِلْ
رَحِمَہٗ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَرُوَاتُہٗ مُحْتَجٌّ بِھِمْ فِی الصَّحِیْحِ وَھُوَ فِی الصَّحِیْحِ بِاِخْتِصَارِ ذِکْرِ الْبِرِّ یعنے جس کو یہ بات خوش
آوے کہ اُس کی عمر دراز ہو اور اُس کا رزق زیادہ ہو تو اُسکو چاہیئے کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی و سلوک کرے اور
صلۂ رحم بجالائے یہ فائدہ بر والدین کا تو دنیا میں ہے کہ عمر طویل و رزق وافر ہاتھ آتا ہے اور آخرت میں جزا اُس کی جنت ہے

صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

اور اِن کے خلاف میں جہنم متیقن ہو (۱۵) معاذ بن انس رفعاً کہتے ہیں مَنْ بَرَّ وَالِدَیْہِ طُوْبٰی لَہٗ زَادَ اللّٰہُ فِیْ عُمُرِہٖ
رَوَاہُ اَبُوْ یَعْلٰی وَالطَّبَرَانِیُّ وَالْحَاکِمُ وَالْاَصْبَہَانِیُّ وَقَالَ الْحَاکِمُ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ یعنی جس نے نیکی کی ساتھ ماں باپ
کے اوس کو خوشی ہو اللہ اوس کی عمر دراز کرے طول حیات ایک ایسی چیز ہے جسکی تمنا ہر فرد بشر رکھتا ہے لیکن کسی شخص کے
ہاتھ میں تدبیر اس امر کی نہیں ہے اللہ نے یہ تدبیر بتائی لیکن اکثر لوگ اس کی قدر نہیں جانتے حالانکہ اہل علم و عمل کو تجربہ
اس طول حیات کا اس تدبیر کے ساتھ ہو چکا ہے (۱۶) حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے تم پارسا رہو لوگوں کی بی بیوں سے
پارسا رہینگی عورتیں تمہاری نیکی کرو اپنے آبا سے نیکی کرینگے تم سے ابنا تمہارے اَلْحَدِیْثَ رَوَاہُ الْحَاکِمُ وَقَالَ صَحِیْحُ
الْاِسْنَادِ معلوم ہوا کہ جو کوئی اپنے باپ سے نیکوکار رہتا ہے تو اس کی اولاد بھی اُس کے ساتھ نیکی کرتی ہے وَ آیَۃٌ تِلْکَ
(۱۷) ابن عمر کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا بَرُّوْا اٰبَاءَکُمْ تَبَرَّکُمْ اَبْنَاءُکُمْ وَعُفُّوْا تَعِفَّ نِسَاءُکُمْ رَوَاہُ
الطَّبَرَانِیُّ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ وَرَوَاہُ اَیْضًا ھُوَ وَغَیْرُہٗ مِنْ حَدِیْثِ عَائِشَۃَ یعنے نیک رہو اپنے باپوں سے
کہ نیک رہیں تم سے تمہارے بیٹے اور پارسائی کرو تم کہ پارسا رہیں تمہاری عورتیں یہ بات جو اس حدیث میں فرمائی ہے
تجربہ میں آ چکی ہے کہ جو کوئی والدین کے ساتھ نیکی نہیں کرتا ہے غالباً اُس کی اولاد بھی اُس کے ساتھ نیکوکار نہیں ہوتی

سالہا بر تو بگزرد کہ گذر
تو بجاے پدر چہ کردی خیر

ص

نکنی سوی تربت پدرت
تا ہمان چشم داری از پسرت

اسی طرح جو لوگ حرام کار عیاش ہوتے ہیں اُنکی عورتیں بھی پرہیزگار نہیں ہوتیں وہ بھی حرام کرنے لگتی ہیں (۱۸)
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رفعاً کہتے ہیں رَغِمَ اَنْفُہٗ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُہٗ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُہٗ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
قَالَ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْہِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَوْ اَحَدَھُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنے خاک آلودہ
ہو ناک اُس کی تین بار اسی طرح فرمایا پوچھا کسکی ناک خاک آلودہ ہو فرمایا جسنے اپنے ماں باپ کو وقت بڑھاپے کے پایا
ایک کو اُن دونوں میں سے پھر جنت میں نگیا یعنی ایسے وقت میں اُنکی خدمت و طاعت اختیار کر کے جنت لینا آسان تھا
لیکن اپنی بدنصیبی سے محروم رہا معلوم ہوا کہ خدمت والدین سبب حصول جنت ہے (۱۹) حدیث طویل جابر بن سمرہ میں
آیا ہے کہ حضرت منبر پر چڑھے پھر تین بار کہا آمین آمین آمین پھر فرمایا میرے پاس جبریل آئے اور کہا ای محمد مَنْ اَدْرَکَ
اَحَدَ اَبَوَیْہِ فَمَاتَ فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَہُ اللّٰہُ قُلْ آمِیْنَ فَقُلْتُ آمِیْنَ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ بِاَسَانِیْدَ
اَحَدُھَا حَسَنٌ یعنی جسنے پایا ایک کو ماں باپ میں سے پھر وہ دوزخ میں گیا تو اللہ نے اسکو دور کیا کہہ آمین میں نے آمین
کہی مطلب یہ ہے کہ فقط ماں کو پایا یا باپ کو لیکن وہ کام نکیا جس سے وہ راضی رہتے اور جنت ملتی بلکہ اُنکو ناخوش رکھا
اور دوزخ مول لی تو ایسا شخص اللہ کی جناب سے دور ہے حضرت سے جبریل علیہ السلام کا آمین کہلانا اور حضرت کا
آمین کہنا اس دعا پر دلیل واضح ہے اس بات پر کہ عاق والدین یقیناً دوزخی ہوتا ہے (۲۰) ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے

مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبَرَّهُمَا فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ قُلْ اٰمِيْنَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ رَوَاهُ
ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ اس میں صراحت ہے اس بات کی کہ وہ دوزخ میں اس لیئے گیا اور اللہ سے دور جا پڑا کہ اُس نے ماں
باپ کے ساتھ نیکی نہ کی مفہوم مخالف اِس کا یہ ہے کہ برائی کی یا نہ برائی کی اور نہ نیکی تو ان دونوں صورتوں میں جنت سے محروم رہا
اور دوزخ میں داخل ہوا اسکو ابن حبان نے حدیث حسن بن مالک بن حویرث سے بھی روایت کیا ہے (۲۱) آخر حدیث
کعب بن عجرہ میں مرفوعاً یوں آیا ہے بعُدَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرَ عِنْدَهٗ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ قُلْتُ
اٰمِيْنَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَغَيْرُهٗ وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَحْوَهٗ وَفِيْهِ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ اَوْ
اَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبَرَّهُمَا دَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَاَسْحَقَهٗ یعنے دور جا پڑا وہ شخص جس نے پایا اپنی والدین کو یا
ایک کو اُن دونوں میں سے بوڑھا پھر داخل نہ کیا اُن دونوں نے اُس کو بہشت میں میں نے کہا آمین حضرت کا آمین کہنا دلیل
ہے قبول پر اس دعا کے معلوم ہوا کہ بدسلوکی کرنے والا ماں باپ سے دوزخ میں جائیگا نسبت ادخال جنت کے طرف ابوین
کے دلیل ہے اس بات پر کہ نیکی کرنا ساتھ اُنکے منجملہ موجبات جنت کے ہے اُنکی رضامندی اُسکو بہشت میں لیجائیگی اور عدم برانکا
جہنم کی سیر کرائیگا اور ایسا شخص اللہ سے بعید اور آخرت میں ہالک ہوگا عیاذاً باللہ (۲۲) حدیث مالک بن عمرو قشیری
میں فرمایا ہے مَنْ اَدْرَكَ اَحَدَ اَبَوَيْهِ ثُمَّ لَمْ يَبَرَّهٗ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاَسْحَقَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ
مِنْ طُرُقٍ اَحَدُهَا حَسَنٌ یعنے جسنے پایا ایک کو ماں باپ میں سے پھر وہ بخشانہ گیا تو اللہ نے اُسکو دور ڈالا یعنی اپنی
رحمت سے اور اس کو ہلاک کر دیا پس جبکہ نرے ترک احسان پر یہ وعید شدید آئی ہے تو پھر اُس اولاد کا کیا حال ہوگا جو کہ عوض
احسان کے اسارت کرتی ہے اور بدلے آرام کے تکلیف پہنچاتی ہے اور ناحق ناروا ماں باپ کو ستاتی ہے اور جس بات میں اُن سے
بحث کرنا نچاہیئے اُس امر میں بے ادبی سے پیش آتی ہے اور امور مباح و جائز پر معترض ہوتی ہے اور کچھ پروا اُنکی خوشی ناخوشی
کی بمقابلہ اپنی غرض نفسانی و امر باطل کے نہیں کرتی ایسی اولاد بے شک و شبہ مستحق جہنم کی ہو جاتی ہے (۲۳) حدیث طویل
ابن عمر میں مرفوعاً بضمن قصہ اہل غار آیا ہے کہ تین آدمی رات ایک غار میں شب باش ہوئے تھے اُس غار کے منہ پر ایک پتھر
پہاڑ سے آگرا منہ غار کا بند ہو گیا انہوں نے کہا اس پتھر سے نجات نہو گی مگر اسی طرح کہ اللہ سے اپنے اعمال صالحہ کا ذکر
کر کے دعا کرو ایک شخص نے انمیں سے کہا اَللّٰهُمَّ كَانَ لِيْ اَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ لَا اَغْبِقُ قَبْلَهُمَا اَهْلًا
وَلَا مَالًا فَنَاٰى بِيْ طَلَبُ شَجَرَةٍ يَوْمًا فَلَمْ اُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتّٰى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَوَجَدْتُهُمَا
نَائِمَيْنِ فَكَرِهْتُ اَنْ اَغْبِقَ قَبْلَهُمَا اَهْلًا وَمَالًا فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلٰى يَدَيَّ اَنْتَظِرُ اسْتِيْقَاظَهُمَا
حَتّٰى بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ
فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ اَلْحَدِيْثَ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ یعنے اس
شخص کے ماں باپ سو گئے تھے یہ ساری رات پیالہ دودھ کا لیئے ہوئے اُن کے جاگنے کا انتظار کرتا رہا نہ آپ پیا

اور نہ اپنے اہل و مال کو بلایا اُس عمل صالح کے یاد دلانے پر اللہ نے اُس پتھر کو کسی قدر لب غار سے سرکا دیا یہ حدیث کسی طرق و الفاظ سے آئی ہے اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ نیکی کرنا اور خدمت بجالانا ماں باپ کا موجب رفع عذاب وحصول نجات کا ہوتا ہے پھر جبکہ یہ بر بیان دنیا میں نفع کرتا ہے تو آخرت میں بالاولیٰ نافع ومنجی ہوگا وللہ الحمد۔

فصل بیان میں احادیث دیگر متعلقہ حقوق وعقوق ابوین کے

(۱) ابوہریرہ کہتے ہیں ایک شخص آیا اور اُس نے کہا یا رسُولَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ رَوَاہُ الْبُخَارِیْ وَمُسْلِمٌ یعنی بڑا حقدار لوگوں میں ساتھ اچھے برتاؤ کے کون ہے فرمایا تیری ماں کہا پھر کون فرمایا تیری ماں کہا پھر کون فرمایا تیری ماں کہا پھر فرمایا تیرا باپ یہ حدیث دلیل روشن ہے اس بات پر کہ حق خدمت وصحبت مادر کا بہ نسبت پدر کے سہ چند ہوتا ہے وَفِیْ رِوَایَۃٍ اُخْرٰی قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ فَاَدْنَاكَ هٰذَا لَفْظُهُمَا وَزَادَ مُسْلِمٌ فَقَالَ نَعَمْ وَاَبِیْكَ لَتُنَبَّأَنَّ اس روایت میں بھی ماں کو دو بار اور باپ کو بار چہارم میں ذکر کیا ہے پھر اقرب فالاقرب کو فرمایا پھر ارشاد کیا کہ تجھے خبر اس حال کی معلوم ہو جائیگی یعنے یہ حال کہ انجام حقوق وعقوق والدین کا ہوتا ہے (۲) اسمار بنت ابی بکر کہتی ہیں کہ میری ماں آئی وہ مشرکہ تھی میں نے حضرت سے استفتا کیا کہ میری ماں آئی ہے اور وہ راغب ہے کیا میں اُس کے ساتھ صلۂ رحم کروں فرمایا نَعَمْ صِلِیْ اُمَّكِ یعنی ہاں اُس کے ساتھ سلوک کر رَوَاہُ الشَّیْخَانِ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَلَفْظُهٗ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ رَاغِبَةً فِیْ عَهْدِ قُرَیْشٍ وَهِیَ رَاغِمَةٌ مُشْرِكَةٌ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَهِیَ رَاغِمَةٌ مُشْرِكَةٌ اَفَاَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِیْهَا منذری نے کہا راغبہ آئی کا معنے فِیْمَا عِنْدِیْ تَسْأَلُنِی الْاِحْسَانَ اِلَیْهَا رَاغِمَةً اَیْ كَارِهَةً لِلْاِسْلَامِ یہ صریح دلیل ہے اس بات پر کہ اگرچہ ماں باپ مشرک ہوں لیکن اُن کے ساتھ احسان وسلوک کرنا داخل صلۂ رحم ہے ان کا کفر وشرک اُنکی عزت وآبرو وبرّ سے مانع نہیں ہے (۳) ابن عمر نے رفعاً کہا ہے رِضَا اللّٰہِ فِیْ رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ اللّٰہِ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَجَّحَ وَقْفَهٗ وَابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِهٖ وَالْحَاكِمُ وَقَالَ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ یعنے رضامندی اللہ کی باپ کی رضامندی میں ہے اور خفگی اللہ کی باپ کی خفگی میں اکثر حدیثیں جو بیان میں حقوق والدین کے آئی ہیں اُنمیں اسلام کو شرط نہیں کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حقوق ماں باپ کے دونوں حالت میں اسلام ہو یا کفر ثابت ہیں فقط اطاعت ماں باپ کی شرک میں نہیں ہے جس طرح کہ قرآن پاک میں آچکا ہے باقی سب اُمور میں طاعت والدین کی واجب ہے (۴) ابوہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے طَاعَةُ اللّٰہِ طَاعَةُ الْوَالِدِ وَمَعْصِیَةُ اللّٰہِ مَعْصِیَةُ الْوَالِدِ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ یعنے اللہ کی طاعت باپ کی طاعت میں اور اللہ کی معصیت باپ کی معصیت میں ہے یہی حکم طاعت ومعصیت والدہ کا ہے کیونکہ اکثر احادیث میں ماں باپ دونوں کو بمقدمۂ حقوق یکجا ذکر کیا ہے کچھ تفرقہ نہیں فرمایا ہے جس صورت میں کہ حق

ماں باپ سے سلہ چند ہوتا ہی تو جو بات واسطے والد کے ثابت ہو گی وہ واسطے والدہ کے بالاولی ثابت ہی اور مادہ اشتقاق بھی لغۃ اسیکو مقتضی ہی واللہ اعلم (۵) ابن عمر یا ابن عمرو کا لفظ رفعا یہ ہی رِضَا الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي رِضَا الْوَالِدَيْنِ وَسَخَطُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي سَخَطِ الْوَالِدَيْنِ رَوَاهُ الْبَزَّارُ یعنی رضامندی رب کی باپ کی رضامندی میں ہی اور ناخوشی اللہ کی ماں باپ کی ناخوشی میں ہی جس سے والدین راضی ہیں اللہ بھی اُس سے راضی ہی اور جس سے وہ خفا ہیں اللہ بھی اُس سے خفا ہی (۶) ابن عمر کہتے ہیں ایک آدمی نے آکر حضرت سے کہا میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہی میرے لئے توبہ ہی فرمایا تیری ماں ہی کہا نہیں فرمایا خالہ ہی کہا ہاں فرمایا اوس کے ساتھ نیکی کر رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ وَابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ وَالْحَاكِمُ إِلَّا أَنَّهُمَا قَالَ هَلْ لَكَ وَالِدَانِ بِالتَّثْنِيَةِ وَقَالَ الْحَاكِمُ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِهِمَا جب خالہ کے ساتھ جو ماں کی بہن ہوتی ہی احسان و نیکی کرنا سبب مغفرت گناہ عظیم کا ہی تو ماں کے ساتھ احسان کرنے میں بالاولی کبائر ذنوب بخشے جائینگے اس میں کچھ شک نہیں ہی (۷) مالک بن ربیعہ ساعدی کہتے ہیں ہم پاس حضرت کے بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک مرد بنی سلمہ کا آیا اور کہا ای رسول خدا هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوْصَلُ إِلَّا بِهِمَا وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيحِهِ وَزَادَ فِي آخِرِهِ قَالَ الرَّجُلُ مَا أَكْثَرَ هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَأَطْيَبَهُ قَالَ فَاعْمَلْ بِهِ یعنی ماں باپ کے ساتھ احسان و نیکی کرنے میں سے کچھ باقی ہی بعد اُنکی موت کے فرمایا ہاں دعا کرنا اُن کے لئے اور استغفار کرنا اور اُنکے عہد کو جاری کرنا اور صلہ کرنا اُس رحم کا جو اُنکے سبب سے ہو اور اکرام کرنا اُنکے صدیق یعنے دوست کا اُس نے کہا یہ تو بہت کچھ ہوا اور بہت اچھا ہوا فرمایا تو اُسپر عمل کر اس حدیث میں حضرت نے منجملہ حقوق مابعد الموت کے پانچ حق بیان فرمائے اور حکم دیا کہ اُنپر عمل کرنا چاہیئے اب وہ زمانہ ہی کہ کوئی شخص الا ماشاء اللہ ماں باپ زندہ کا حق بھی اُنکی زندگی میں ادا نہیں کرتا ہی پھر بعد اُنکی موت کے کون کسیکو پوچھتا ہی ان حقوق کو وہی شخص بجا لائیگا جو کہ سعید ازلی ہی (۸) عبد اللہ بن دینار کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر کو ایک اعرابی گنوار مکہ کی راہ میں ملا ابن عمر نے اُسکو سلام کیا اور اپنے گدھے سوار کر لیا جسپر وہ خود سوار ہوتے تھے اور اپنا عمامہ اُسکو دیا ابن دینار نے کہا ہمنے کہا أَصْلَحَكَ اللّٰهُ یہ لوگ اعراب ہیں تھوڑی سی چیز میں خوش ہو جاتے ہیں کہا إِنَّ هٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یعنے اس کا باپ عمر کا دوست تھا اور میں نے حضرت سے سنا ہی کہ فرماتے تھے إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنے بڑی نیکی یہ ہی کہ باپ کے دوستوں سے صلہ کرے اس جگہ دیکھو کہ وہ گنوار خود دوست عمر بھی نہ تھا بلکہ اُس کا باپ عمر کا دوست تھا مگر ابن عمر نے اپنے باپ کے دوست کے بیٹے کے ساتھ یہ سلوک کیا سلف صالح اسی طریق پر تھے سہ

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جان دوست تر دارند	جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

(۹) ابو بردہ کہتے ہیں میں مدینہ میں آیا ابن عمر میرے پاس آئے اور کہا تو جانتا ہے کہ میں تیرے پاس کیوں آیا ہوں
میں نے کہا نہیں کہا میں نے حضرت کو سُنا ہے فرماتے تھے مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّصِلَ اَبَاهُ فِيْ قَبْرِهٖ فَلْيَصِلْ اِخْوَانَ اَبِيْهِ وَ
اِنَّهٗ كَانَ بَيْنَ اَبِيْ عُمَرَ وَبَيْنَ اَبِيْكَ اِخَاءٌ وَّوُدٌّ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَصِلَ ذٰلِكَ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ صَحِيْحِهٖ
یعنی جو شخص یہ بات دوست رکھے کہ باپ کا صلہ اُس کی قبر میں کرے وہ باپ کے برادران دینی کے ساتھ صلہ کرنے
میرے باپ عمر اور تیرے باپ کے درمیان برادری و دوستی تھی میں نے چاہا کہ میں اس کا صلہ کردوں۔

فصل بیان میں احادیث عقوق والدین کے

(۱) مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَمَنْعًا وَّهَاتِ وَكَرِهَ
لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَغَيْرُهٗ یعنی اللہ نے حرام کیا ہے
تم پر ماؤں کی نافرمانی کو اور بخل و طمع کو اور مکروہ رکھا ہے واسطے تمہارے بکواس کو اور بھیک مانگنے کو اور مال ضائع کرنے
کو اس حدیث میں عقوق مادر کا ذکر کیا ہے یہی حکم باپ کے عقوق کا ہے ماں کا ذکر بالخصوص اس لیے کیا ہے کہ ماں کا
حق بہت زیادہ ہے اور ماں ذرا سی نافرمانی پر سخت تکلیف پاتی ہے اس لیے اس کے عقوق سے پرہیز کرنا واجب ہے
(۲) حدیث ابوبکرہ میں فرمایا ہے اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلٰثًا قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْاِشْرَاكُ
بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ اَلْحَدِيْثُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ یعنی کیا خبر نہ دوں میں تم کو سب
سے بڑے کبیرہ گناہ کی تین بار اسی طرح کہا ہم نے کہا ہاں فرمایا شرک کرنا ساتھ اللہ کے اور نافرمانی کرنا ماں باپ کی
اس جگہ ماں باپ کے عقوق کو ہمراہ شرک باللہ کے ذکر کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ گناہ بہت ہی بڑا ہے اللہ کی
نافرمانی کرنا شرک ہوتا ہے اُسکی نافرمانی یہی ہے کہ سوا اُسکے کسی دوسرے کی عبادت کرے ماں باپ کی نافرمانی عقوق
ہوتی ہے کہ اُنکی اطاعت سے سرتابی کرے اُنکو رنج پہنچائے پھر ان دونوں گناہ کی سزا جہنم ہے عیاذاً باللہ (۳)
ابن عمرو کا لفظ رفعاً یہ ہے اَلْكَبَائِرُ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ یعنی کبائر یہ ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسیکو شریک کرے ماں باپ کی نافرمانی کرے کسی جان کو قتل کرے
جھوٹی قسم کھائے معلوم ہوا کہ بعد شرک کے عقوق گناہ کبیرہ ہے اور گناہ میں قتل کرنے سے بھی بڑھکر ہے ترتیب ذکر کی
اسیکو مقتضی ہے (۴) انس کہتے ہیں حضرت نے ذکر کیا پھر فرمایا اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ اَلْحَدِيْثُ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ
وَالتِّرْمِذِيُّ یعنی شرک و عقوق کبائر معاصی ہیں عقوق کو ہر جگہ ہمراہ شرک کے ذکر کرنا دلیل واضح ہے اس گناہ کے اکبر کبائر
ہونے پر گویا عاق برابر مشرک کے ہوتا ہے اس لیے کہ وہ واحد حقیقی کا نافرمان ہے اور یہ واحد مجازی کا نافرمان (۵)
حضرت نے ایک خط اہل یمن کو لکھا تھا اور ہمراہ عمرو بن حزم کے بھیجا تھا اس میں یہ لکھا تھا کہ اِنَّ اَكْبَرَ الْكَبَائِرِ
عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ اَلْحَدِيْثُ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ یعنی سب سے

بڑا گناہ کبیرہ نزدیک اللہ کے دن قیامت کو یہی شرک کرنا ساتھ اللہ کے اور نافرمانی کرنا ماں باپ کی ہے (۶) حدیث ابن عمر
میں فرمایا ہے ثلاثة لا ینظر اللہ الیهم یوم القیامة العاق لوالدیه ومدمن الخمر والمنان عطاه وثلثة
لا یدخلون الجنة العاق لوالدیه والدیوث والرجلة رواه النسائی والبزار واللفظ له باسنادین جید
والحاکم وقال صحیح الاسناد وروی ابن حبان فی صحیحه شطره الاول یعنی تین شخص ہیں جنکی طرف دن قیامت کے
اللہ تعالی نظر کریگا ایک نافرمان ماں باپ کا دوسرے دائم الخمر تیسرے دیکر احسان رکھنے والا اور تین شخص ہیں جو جنت
میں نجائیں گے ایک عاق ماں باپ کا دوسرے دیوث تیسرے عورت مردانہ وضع منذری نے کہا الدیوث
بتثلیث الیاء هو الذی یقر اهله علی الزنا مع علمه بهم والرجلة بفتح الراء وکسر الجیم هی
المترجلة المتشبهة بالرجال یعنے دیوث وہ مرد ہے جو اپنی اہلخانہ کو زنا کرنے دے اور اُس کے حال سے واقف
ہو اور رجلہ وہ عورت ہے جو مشابہ مردوں کے بنے (۷) حدیث ابن عمرو میں فرمایا ہے ثلاثة حرم اللہ تعالی علیهم
الجنة مدمن الخمر والعاق والدیوث الذی یقر الخبث فی اهله رواه احمد واللفظ له والنسائی
والبزار والحاکم وقال صحیح الاسناد یعنی تین شخص ہیں کہ حرام کیا ہے اللہ نے انپر جنت کو ایک شراب خوار دائمی
دوسرا عاق تیسرا دیوث جو اپنی جورو کو زنا پر برقرار رکھتا ہے یہ جگہ تامل کی ہے کہ عاق کو کسکے ساتھ اس جگہ شامل کیا ہے اور انجام
عاق کا کیا بتایا ہے کہ بہشت اسپر حرام ہے (۸) ابو ہریرہ کا لفظ رفعا یہ ہے ان ریح الجنة یوجد من مسیرة خمسمائة
ولا یجد ریحها منان بعمله ولا عاق ولا مدمن خمر رواه الطبرانی فی الصغیر اس کو منذری
نے بلفظ روی روایت کیا ہے ترجمہ اس کا یہ ہے کہ جنت کی ہوا پانسو برس کی راہ سے آتی ہے لیکن یہ ہوا احسان رکھنے والا
اپنے عمل سے اور عاق یعنی نافرمان ماں باپ کا اور دائم الخمر نپاویگا گویا عاق جنت سے پانسو برس کی راہ تک دور ہوگا
اُس کو بہشت کی ہوا تک نہ لگےگی عیاذا باللہ (۹) ابو امامہ کا لفظ مرفوعا یہ ہے ثلاثة لا یقبل اللہ عز وجل
منهم صرفا ولا عدلا عاق ومنان ومکذب بقدر رواه ابن ابی عاصم فی کتاب السنة
باسناد حسن تین شخص ہیں کہ قبول نہیں کرتا اللہ اُنسے فرض اور نہ نفل ایک عاق دوسرا منان تیسرا جھٹلانے والا
تقدیر کا یہ وعید نہایت شدید ہے حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ عاق کی کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی ہے جبتک
کہ توبہ نکرے اور باز نہ آئے (۱۰) ابو ہریرہ کا لفظ رفعا یہ ہے اربع حق علی اللہ ان لا یدخلهم الجنة ولا
یذیقهم نعیمها مدمن الخمر واکل الربا واکل مال الیتیم بغیر حق والعاق لوالدیه
رواه الحاکم وقال صحیح الاسناد یعنی چار شخص ہیں حق ہے اللہ پر کہ داخل نکرے انکو بہشت میں اور نہ چکھاوے
انکو مزہ اس کے آرام کا ایک وہ شخص جو شراب پیا کرتا ہے دوسرا وہ شخص جو سود کھاتا ہے تیسرا وہ شخص جو ناحق مال یتیم کا
کھاتا ہے چوتھا وہ شخص جو نافرمانی کرتا ہے اپنے ماں باپ کی گویا ان چار قسم کے لوگوں کا جنت میں نہ جانا اللہ نے

اپنے اوپر واجب کرلیا ہے یعنی اگر بے توبہ وبے عفو صاحب حق کے مرجائیں گے عقوق عباد میں بہ نسبت حقوق خدا کے
اسی طرح کی وعید شدید ہر جگہ قرآن وحدیث میں آئی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں ڈرتے (۱۱) ثوبان سے مرفوعاً مروی ہے
ثَلَاثَةٌ لَا يَنْفَعُ مَعَهُنَّ عَمَلٌ اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ
فِي الْكَبِيْرِ تین چیزیں ہیں کہ نفع نہیں کرتا ہمراہ اُنکے کوئی عمل ایک شرک کرنا ساتھ اللہ کے دوسرے نافرمانی کرنا ماں
باپ کی تیسرا بھاگنا جہاد سے۔ اس جگہ عقوق کو پھر ہمراہ شرک کے ذکر کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انجام ان دونوں امر کا
ایک ہے کہ اگر سارے اعمال صالحہ بجالایا ہے مگر شرک بھی کرتا ہے تو وہ سب عمل بیکار گئے اسی طرح عقوق کے ہوتے عاق
اُس کے اعمال صالحہ کچھ فائدہ نہیں دیتے (۱۲) حدیث ابن عمرو میں فرمایا ہے منجملہ کبائر کے ایک گالی دینا ہے مرد کا
اپنے ماں باپ کو کہا اے رسول خدا کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی کبھی دشنام دیتا ہے فرمایا ہاں کسیکے باپ کو گالی
دیتا ہے وہ اُس کے باپ کو دیتا ہے کسیکی ماں کو گالی دیتا ہے وہ اُسکی ماں کو گالی دیتا ہے رَوَاهُ الشَّيْخَانِ وَاَبُوْ دَاوُدَ
وَالتِّرْمِذِيُّ میں کہتا ہوں یہ گالی دینا تو گویا بالواسطہ ہے اس زمانہ میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ خود بلا واسطہ ماں باپ کو
بُرا کہتے ہیں اور گالی دیتے ہیں اور بد دعا کرتے ہیں اس فعل کا گناہ اس فعل سابق سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے دشنام دینا
ماں باپ کو اس حدیث سے منجملہ کبائر وعقوق کے ثابت ہوا لہذا اس حدیث کو اہل حدیث نے باب عقوق میں
ذکر کیا ہے (۱۳) ایک روایت بخاری ومسلم کی یہ ہے اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيْلَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ
اُمَّهُ یعنی گالی دینا کسی کے ماں باپ کو کہ وہ اُسکے ماں باپ کو اُس کے عوض میں گالی دے اکبر کبائر ہے ایسی
حرکت کرنے والا عاق ہوتا ہے (۱۴) عمرو بن مرہ جہنی کہتے ہیں ایک شخص نے آکر کہا اے رسول خدا میں نے اس بات کی گواہی
دی ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور نماز پنجگانہ پڑھی ہے اور زکوٰۃ دی ہے اور روزہ رکھا ہے فرمایا
مَنْ مَاتَ عَلٰى هٰذَا كَانَ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هٰكَذَا وَنَصَبَ
اِصْبَعَيْهِ مَا لَمْ يَعُقَّ وَالِدَيْهِ یعنی ایسا شخص دن قیامت کو ہمراہ پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ہوگا
پھر دو اُنگلیاں کھڑی کرکے فرمایا یہ بات جب ہوگی کہ ماں باپ کا عاق نہ ہوگا یعنی ہمراہ عقوق کے یہ سارے اعمال
صالحہ وفرائض ایسے ہیں اور جیسے آدمی مسلمان شیر تاہی برباد ہو جاتے ہیں کچھ نفع ان حسنات کا اُس کو وہاں حاصل
نہ ہوگا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ بِاِسْنَادَيْنِ اَحَدُهُمَا صَحِيْحٌ وَرَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ
فِي صَحِيْحَيْهِمَا بِاِخْتِصَارٍ ۵ حدیث معاذ بن جبل میں آیا ہے کہ حضرت نے مجکو دس کلمات کی وصیت فرمائی
لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ

مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اَلْحَدِيْثُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَغَيْرُهٗ یعنی شریک نہ کر ساتھ اللہ کے کسی شے کو اگرچہ تو قتل کیا جائے
یا آگ میں جلایا جائے اور نا فرمانی و عقوق نکر ماں باپ کا اگرچہ تجکو حکم دیں کہ تو اپنے اہل و مال کو چھوڑ دے معلوم
ہوا کہ ماں باپ کو اولاد پر سب طرح کی حکمرانی کا مرتبہ حاصل ہے وہ کسی طرح کی تکلیف دیں اُس کو اُٹھانا چاہیئے کسی حال میں
بھی اُنسے روگردان اور سرتاب نہو یہ غایت درجہ اطاعت کا ہے جسکا صریح حکم اس حدیث میں دیا ہے (۱۶) حدیث
جابر عبد اللہ میں فرمایا اِیَّاکُمْ وَعُقُوْقَ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّ رِیْحَ الْجَنَّةِ یُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ اَلْفِ عَامٍ وَلَا
یَجِدُ هَا عَاقٌّ اَلْحَدِیْثُ رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ یعنی بچو تم عقوق والدین سے جنت کی ہوا ہزار برس
کی راہ سے آتی ہے مگر عاق اُسکو نپائیگا یعنے جنت سے ہزار سالہ راہ پر دور ہوگا (۱۷) ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع
یہ ہے لعنت کی ہے اللہ نے سات شخصوں پر سات آسمانوں کے اوپر سے اور ہر ایک پر انمیں سے تین تین بار
لعنت کی ہے وہ لعنت اُنکو کفایت کرتی ہے منجملہ اُن کے ایک عاق والدین ہے رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ وَالْحَاکِمُ
وَقَالَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ یہ وعید نہایت شدید ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس لعنت سے بچائے (۱۸) حدیث
ابن عباس میں فرمایا ہے لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَبَّ وَالِدَیْهِ اَلْحَدِیْثُ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحِهٖ لعنت
کرے اللہ اُس پر جو گالی دے اپنے ماں باپ کو گالی دینے میں ہر قسم کی اُنکی برائی کرنا اور طعن کرنا یا کوسنا داخل
ہے (۱۹) ابو بکرہ رفعًا کہتے ہیں کُلُّ الذُّنُوْبِ یُؤَخِّرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَا شَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ اِلَّا
عُقُوْقَ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّ اللّٰهَ یُعَجِّلُهٗ لِصَاحِبِهٖ فِی الْحَیٰوةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ رَوَاهُ الْحَاکِمُ وَالْاَصْبَهَانِیُّ
وَقَالَ الْحَاکِمُ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ یعنی جتنے گناہ ہیں انمیں سے جس گناہ کو اللہ چاہتا ہے قیامت تک تاخیر فرماتا ہے مگر نافرمانی
ماں باپ کی کہ عاق کے لیے اللہ زندگی میں قبل مرنے کے شتابی کرتا ہے اس حدیث سے وعید شدید عقوق پر ثابت ہوئی
اور معلوم ہوا کہ اسکی سزا جزا دنیا ہی میں مرنے سے پہلے ایک نہ ایک دن عاق کو ملجاتی ہے گو ہم کو اسکی شناخت نہو کتب
سیر و تواریخ میں حکایات اُن لوگوں کی لکھی ہیں جنہوں نے ماں باپ کو ستا کر دنیا میں عقوبت پائی یہ واقعات ملوک و سلاطین
شاہد و مصداق اس حدیث کے ہیں اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا (۲۰) عبد اللہ بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ ہم پاس حضرت کے
تھے اتنے میں ایک شخص نے آکر کہا کہ ایک جوان مرتا ہے اوس سے کہا گیا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ وہ نہیں کہہ سکتا تھا فرمایا
وہ نماز پڑھتا تھا کہا ہاں حضرت اُٹھ کھڑے ہوئے ہم بھی آپکے ہمراہ چلے نزدیک اُس جوان کے آکر کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
کہہ اُس نے کہا میں نہیں کہہ سکتا ہوں فرمایا کیوں کہا یہ اپنے ماں باپ کا عاق تھا پوچھا اسکی ماں زندہ ہے کہا ہاں
فرمایا بلاؤ اُس کو بلایا وہ آئی فرمایا یہ تیرا بیٹا ہے کہا ہاں فرمایا بھلا اگر ایک بھاری آگ جلا کر تجسے کہا جائے کہ اگر تو اس کی
شفاعت کریگی تو ہم اُسکو چھوڑ دینگے ورنہ اس آگ میں اس کو جلا دینگے تو کیا تو اس کی شفاعت کریگی کہا ای رسول خدا ایسے
وقت میں تو میں اُس کی شفیع ہوں گی فرمایا تو تجکو اور اللہ کو گواہ کر دے کہ تو اس سے راضی ہوگئی ہے اُسنے کہا اَللّٰهُمَّ

إِنِّي أُشْهِدُكَ وَأُشْهِدُ رَسُولَكَ إِنِّي قَدْ رَضِيتُ عَنِ ابْنِي فرمایا یا غلام قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اُس نے یہ کلمہ کہا فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ
مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِي وَأَحْمَدُ مُخْتَصَرًا معلوم ہوا کہ عقوق وقت موت کے شہادت کلمۂ طیبہ وحسن خاتمہ
سے روکتا ہی والعیاذ باللہ (۲۱) عوام بن حوشب کہتے ہیں میں ایکبار ایک قوم میں اُترا انکے قریب ایک مقبرہ تھا بعد عصر کے
ایک قبر شق ہو گئی اُس میں سے ایک شخص نکلا جس کا سر گدھے کا سا تھا اور بدن اُسکا انسان کا سا وہ تین بار گدھے کی
سی بولی بولا پھر منطبق ہو گئی وہاں ایک بڑھیا سوت کاتی تھی یا سوف ایک عورت نے مجھسے کہا تو اُس بڑھیا کو دیکھتا ہی میں نے کہا یہ کون ہو
کہا یہ اس شخص کی ماں ہو میں نے کہا اس کا کیا قصہ ہو کہا یہ شخص شراب پیتا تھا جب یہ جاتا تو اسکی ماں کہتی اے بیٹے اللہ سے ڈر تو کب تک شراب پیئے گا
یہ اس سے کہتا تو تو گدھے کی طرح آواز کرتی ہی یہ شخص بعد عصر مرگیا اب بعد ہر عصر کے یہ قبر پھٹ جاتی ہی یہ شخص تین بار گدھے کی آواز کرتا ہے
پھر یہ قبر اُسپر بند ہو جاتی ہو رَوَاهُ الْأَصْبَهَانِيُّ وَغَيْرُهُ قَالَ الْأَصْبَهَانِيُّ حَدَّثَ بِهِ أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ
إِمْلَاءً عَنْهُ بِمَشْهَدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ فَلَمْ يُنْكِرُوهُ یہ دلیل واضح ہی اس بات پر کہ یہ عذاب اُس کو فقط ماں کی
نافرمانی پر مقرر ہوا اَللّٰهُمَّ اعْفُ عَنَّا پھر جو شخص اپنے ماں باپ کو ایذائی جانی ومالی دائماً مثلاً پہنچاتا ہی اور ہر طریق
ظاہر و خفی سے ستاتا ہی اور ہمیشہ مکلف رہتا ہی اُس کے عذاب کا اندازہ وہ دن حساب کے اللہ ہی جانے (۲۲) ابن عمرو
کہتے ہیں ایک مرد نے آکر کہا ای رسول خدا میرے پاس مال واولاد ہی اور میرا باپ مال کا محتاج ہی فرمایا أَنْتَ
وَمَالُكَ لِأَبِيكَ اَلْحَدِيثُ أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہی معلوم ہوا کہ اگر باپ
محتاج ہو اور بیٹا مالدار تو اُس مال کو باپ سے روکے کہ یہ بھی ایک طرح کا عقوق ہی اور بذل کرنا مال کا والدین پر
منجملۂ حقوق کے ہی (۲۳) حدیث زید بن ارقم میں فرمایا ہی مَنْ حَجَّ عَنْ أَحَدِ أَبَوَيْهِ أُجْزِئَ ذٰلِكَ عَنْهُ وَ
بُشِّرَتْ رُوحُهُ بِذٰلِكَ فِي السَّمَاءِ وَكُتِبَ عِنْدَ اللّٰهِ بَارًّا وَلَوْ كَانَ عَاقًّا رَوَاهُ رَزِينٌ جسنے حج کیا طرف
ایک کے ماں باپ میں سے تو یہ کافی ہوگا اُس سے اور خوش خبری دیجائیگی اُس روح کو آسمان میں اور لکھا جائیگا
نزدیک اللہ کے نیکوکار اگرچہ عاق ہو یعنی گناہ عقوق کا کسی قدر اُس کے ذمہ سے اُتر جائے گا واللہ اعلم +

فصل بیان میں حقوق والدین کے عموماً

جو حقوق ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر ہوتے ہیں وہ سب حقوق واسطے والدین مسلمین کے بالاولی
ثابت ہیں مع شی زائد ایک یہ کہ جب ملاقات ہو سلام کرے دوسرے جب پکارے تو جواب دے تیسرے جب
چھینکے تو یرحمک اللہ کہے چوتھے بیمار ہو تو عیادت کرے پانچویں مرجائے تو جنازہ پر جائے چھٹے اگر اس پر قسم کہائے
تو اسکی قسم کو سچا کرے ساتویں نصیحت چاہے تو اُس کو بہتر بات بتائے آٹھویں اُس کے پیٹھ پیچھے اُس کو برا نہ کہے
نویں اُس کے لیے وہ بات پسند کرے جو اپنے لیئے پسند کرتا ہی دسویں اُس کے حق میں وہ بات بُری سمجھے جو اپنے

حق میں بُری لگے یہ سب اُمور احادیث و آثار میں آئے ہیں گیارہویں یہ کہ اپنے قول و فعل سے اُس کو ایذا نہ دے بارھویں
یہ کہ تواضع کرے تکبر نکرے تیرھویں یہ کہ ایک کی چُغلی دوسرے سے نہ کہا دے چودھویں یہ کہ تین دن سے زیادہ ترک
ملاقات نکرے پندرھویں یہ کہ حتی الوسع احسان کرے سولہویں یہ کہ بدون اجازت کے اُسکے پاس نہ جائے۔ سترھویں
یہ کہ بوڑھوں کی عزت کرے اور لڑکوں پر رحم آٹھارھویں یہ کہ سب کے ساتھ ہشاش بشاش نرم رہے اُنیسویں
یہ کہ جس مسلمان سے کوئی وعدہ کرے اُسکو پورا کرے بیسویں یہ کہ لوگوں کا عوض اپنے نفس سے لے اکیسویں یہ کہ
اُس کی عزت و جان و مال کو ظالم سے بچائے اگر قدرت رکہتا ہو بائیسویں یہ کہ اُسکی قبر کی زیارت کرے اور مقصود
اُس سے دعا و عبرت اور دل کا نرم کرنا ہو لیکن سفر واسطے زیارت کے نکرے کہ یہ بات کسی دلیل صحیح سے ثابت نہیں
ہی غزالی رح نے احیاء العلوم میں لکہا ہی کہ اللہ نے حضرت موسی علیہ السلام کو فرمایا تھا کہ ای موسیٰ جو شخص اپنے ماں باپ
کی اطاعت کرتا ہی اور میری نافرمانی کرتا ہی میں اُسکو مطیع لکہتا ہوں اور جو شخص ماں باپ کی نافرمانی کرتا ہی اور میری
طاعت تو میں اُسکو نافرمان لکہتا ہوں انتہے میں کہتا ہوں کہ میرے والد مرحوم کا ایک رسالہ ہی بیان میں حقوق
خلق کے اُس میں اُنہوں نے بیان حقوق والدین کا بھی لکہا ہی اس جگہ خلاصہ اس کا لکہا جاتا ہی قال تعالی
اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ احسان مان میرا اور اپنے ماں باپ کا اللہ نے تین چیزوں کو ساتھ
تین چیزوں کے ذکر کیا ہی ہر ایک اُنمیں سے بغیر دوسرے کے مقبول نہیں ہوتی ایک اپنی اطاعت کہ بے اطاعت
رسُول کے مقبول نہیں دوسری نماز کہ بے زکوۃ کے مقبول نہیں تیسرے شکر کہ بے ماں باپ کے شکر کے مقبول
نہیں دلیل امر اول کی اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ہی اور دلیل امر دوم کی اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
اور دلیل امر سوم کی یہی آیت باب ہی اللہ کا شکر اس بات پر ہی کہ اُس نے ایک قطرۂ آب سے انسان بنا کر انعام
وجود سے سرفراز کیا ماں باپ کا شکر اس بات پر ہی کہ اُنہوں نے بڑی محنت و مشقت سے پالا اگر وہ توجہ نکرتے تو
ہلاک ہو جاتا اِسی سبب لیئے حقوق العباد میں سب سے زیادہ حق والدین کا ہی اولاد پر تفسیر فتح العزیز میں کہا ہی کہ اللہ نے
احسان بالوالدین کو بعد اپنی عبادت کے ذکر کیا اور اُنکے حق کو بعد حق اپنے حق کا ٹھرایا کئی وجہ سے ایک یہ کہ
جس طرح ماں باپ سبب پرورش اولاد ہیں اسی طرح سبب وجود اولاد بھی ہیں ایک واسطہ ہیں سبب فیض ایجاد
الٰہی کے اور یہ مرتبہ سوا ماں باپ کے اور کوئی نہیں رکہتا اگر کوئی شخص سبب تربیت کا ہوتا ہے تو وہ سبب
وجود کا نہیں ہوتا اِسی سبب لیئے کسی کا انعام بعد انعام خدا کے ماں باپ کے انعام سے زیادہ تر نہیں ہوتا دوسرے یہ کہ
اُن کا انعام مشابہ ہی انعام خدا کے کیونکہ یہ عوض میں اس انعام کے کسی طرح کا شکر یا ثواب نہیں چاہتے بخلاف
اُس انعام کے جو اور لوگ کرتے ہیں کہ وہ انعام ضرور کسی طرح کی غرض کے ساتھ ملحوظ ہوتا ہی تیسرے یہ کہ
جس طرح اللہ تعالی انعام کرنے سے اپنے بندے پر ملول نہیں ہوتا ہی اگرچہ بندہ کیسا ہی نافرمان ہو اسی طرح ماں باپ بھی

اولاد پر شفقت و ملاطفت کرنے سے ملول نہیں ہوتے اگرچہ اولاد ناخلف ہو چوتھے یہ کہ ماں باپ ہر کمال ممکن کے حق میں
اپنی اولاد کے آرزو کرتے ہیں بلکہ ہر امر میں اُنکی ترقی اپنے کمال پر چاہتے ہیں اور کسی اچھی بات کا اُنپر حسد نہیں کرتے
اور یہ خاصیت سوا ماں باپ کے کسی اور میں نہیں ہوتی ہی پانچویں یہ کہ ماں باپ کو کمال مناسبت ہی ساتھ واحد حقیقی
کے کہ جس طرح مرتبہ خدائی میں سوا ایک ذات واحد مقدس کے کسی اور کی گنجایش نہیں ہی اسی طرح مرتبۂ پدری و
مادری میں سوا ایک ماں ایک باپ کے اور کوئی نہیں آسکتا انتہی حاصلہ شیخ محمد شاہد قدس سرہ نے رسالۂ
قوت المحبین میں کیا خوب بات مناسب اس جگہ کے لکھی ہو اِنَّ الْاِبْنَ یَسْتَنْکِفُ اَنْ یُنْسَبَ اِلٰی اَکْثَرَ مِنْ
اَبٍ وَاحِدٍ کَذٰلِکَ یَنْبَغِیْ لِلْعَبْدِ اَنْ یَسْتَنْکِفَ مِنْ اَنْ یَذْکُرَ اَکْثَرَ مِنْ رَبٍّ وَاحِدٍ اِنْتَھٰی
یعنی جس طرح کہ بیٹے کو اس بات سے عار آتی ہی کہ وہ ایک باپ سے زیادہ کی طرف منسوب ہو اسی طرح بندہ کو
چاہیئے کہ وہ ایک رب سے زیادہ کی طرف منسوب ہونیسے عار کرے غرضیکہ تعظیم والدین کی سارے ادیان و شرائع
میں واجب ہی تمام کتب آسمانی توریت انجیل زبور فرقان میں یہی حکم ہی کہ ماں باپ سے احسان و نیکو سلوک کرو
اور اُنکے حقوق و حرمات و تعظیمات کو نگاہ رکھو محبت والدین کی ساتھ اولاد کے ذاتی ہوتی ہی یہاں تک کہ حیوانات
بے شعور میں بھی پائی جاتی ہی اگر انسان میں نہو تو پھر وہ حیوان سے بھی بدتر ہی بلکہ ماں باپ اگرچہ کافر یا فاسق
فاجر ہوں تب بھی اولاد کو اُنکے ساتھ لطف و احسان ہی کرنا واجب ہی و لہذا احسان بالوالدین کو حدیث
و قرآن میں بلا قید ایمان کے ذکر فرمایا ہی قصہ ملاطفت ابراہیم علیہ السلام کا ساتھ والد مشرک کے سورۂ مریم
میں مشروحاً آیا ہی اور جب حنظلہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سے اجازت چاہی کہ وہ اپنے باپ ابو عامر راہب
کو قتل کریں تو اجازت نہ دی اور قتل والد سے باوجودیکہ وہ کافر تھا منع فرمایا فقہا کہتے ہیں کہ بیٹا اگر باپ کو
قتل کریگا تو قتل کیا جائیگا اور باپ اگر بیٹے کو مار ڈالیگا تو قصاص نہوگا گو آخرت کا مواخذہ باقی رہے اللہ تعالے
نے لفظ والدین میں ماں باپ دونوں کو شامل ذکر کیا ہی پھر لفظ حملته امه الخ میں بالتخصیص ماں کا
حق زیادہ بتایا اس سے ثابت ہوا کہ حق خدمت والدہ کا حق والد سے زیادہ ہی یہاں تک کہ بعض اکابر نے
کہا ہی کہ ایک نیکی ماں سے کرنا برابر چالیس نیکی کے ہی بہ نسبت باپ کے احادیث گذشتہ میں بھی تین بار ذکر
ماں کا کیا ہی پھر باپ کا اس سے بھی باشارۂ النص زیادتی حق مادر کی حق پدر پر ثابت ہوتی ہی یہ زیادت
اسی وجہ سے ہی کہ اول مشقت حمل ہی پھر محنت ولادت پھر مصیبت رضاعت پھر تکلیف تحمل بول
و براز وغیر ذلک فقہا کہتے ہیں حق والدہ بہ نسبت والد کے زیادہ ہی اور احسان بالام اوجب و موکد تر ہی بہ نسبت
احسان بالوالد کے مسئلہ اگر ایسی حالت پیش آئے کہ جمیع حقوق کرنا ابوین کا دشوار ہو اور ایک دوسرے
کے حق ادا کرنے سے بیزار ہو تو ایسی جگہ میں جو امر کہ متعلق تعظیم و تکریم و احترام کے ہو اسکو ساتھ باپ کے

بجالائے اور خدمت وانعام میں ماں کے حق کو مقدم رکھے مثلاً اگر گھر میں ماں باپ دونوں سامنے آویں تو باپ کے لیئے کھڑا ہوجائے اور جو دونوں طالب مال کے ہوں تو پہلے ماں کو دے پھر باپ کو یہ اس لیئے کہ ماں نے بہ نسبت باپ کے اس کی خدمت ومحنت وبارکشی زیادہ کی ہو اور دل عورت کا ضعیف ہوتا ہو وہ ذراسی بات پر رنجیدہ وکبیدہ ہوجاتی ہو سو ضعیف دل والے کو ستانا نہایت بُرا ہو ہرگز ماں کے دل کو نہ توڑے اور نہ اُس کی خدمت وطاعت سے منہ موڑے جسکو اللہ نے سعادتمند کیا ہو وہ کیسے ہی مرتبہ عالی میں کیوں نہ ہو اور ہزار جاہ وجلال رکھتا ہو لیکن ماں کے سامنے نہایت خاکساری وعاجزی وخواری ہی سے پیش آتا ہو گلستان سعدی میں لکھا ہو کہ ایکبار میں عالم جہل جوانی میں ماں پر چلاکر بولا تھا وہ دل آزردہ ہوکر ایک کونے میں جا بیٹھی اور روکر کہنے لگی کہ تو اپنی حالت خردی کو بھول گیا جو اس وقت یہ درشتی کرتا ہو

چه خوش گفت زالی بفرزند خویش
چو دیدش پلنگ افگن وپیل تن

گر از عهد خردیت یاد آمدے
که بیچاره بودی در آغوش من

نکردی درین روز برمن جفا
که تو شیر مردی ومن پیره زن

حدیث میں آیا ہو اَلْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا یہ دلیل ہو اِس بات پر کہ خدمت والدہ افضل اعمال ہو اس لیئے کہ وہ شخص مشورہ جہاد کا لینے آیا تھا جس سے یہ کہا کہ تو زبہ قدم مادر لگا رہ یعنی اولاد کو ماں کیساتھ برتاؤ خدمت وملازمت کا چاہیئے گویا اُس کے قدموں کے نیچے پڑے ہیں اور جس کسی شخص کو کسی حال میں نہیں چھوڑتے ہیں اور اس کے ساتھ کمال خشوع وادب رکھتے ہیں تو یوں کہتے ہیں کہ ہم تو آپ کے قدموں سے لگے ہوئے ہیں الحاصل خدمت واطاعت والدین اصل ہر سعادت اور وصل ہر فضل ہی **حکایت** ابراہیم خواص کہتے ہیں بیٹنے خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کو یہ سعادت کس سبب سے حاصل ہوئی کہا ماں کے ساتھ نیکی کرنے اور اُس کی خدمت وطاعت بجالانیسے **حکایت** عون بن عبداللہ اپنی ماں کے ساتھ ایک برتن میں نہ کھاتے اِس ڈر سے کہ شاید کسی لقمہ پر پہلے نظر ماں کی پڑی ہو اور یہ اُسکو نادانستہ لیں اسی طرح امام زین العابدین سے بھی منقول ہو **حکایت** عون بن عبداللہ کو ایکبار اُنکی ماں نے پکارا تھا اُنہوں نے بلند آواز سے جواب دیا پھر نادم ہوکر ایک یا دو بردے آزاد کئے کہ اِس بے ادبی کا کفارہ ہو سلف اسی طریق پر تھے **حکایات** ایسی اولاد کی جو اپنے والدات کے فرمانبردار خدمتگار تھے بہت ہیں پس جو شخص اللہ سے ڈرتا ہو اور آخرت پر ایمان لایا ہو اُس کو ایک دو بات ہی کافی ہو ع در خانہ اگر کس ست یک حرف بس است **حکایت** ایک شخص کے ماں نہ تھی خالہ تھی حضرت نے کہا تو واسطے کفارہ گناہ عظیم کے اُس کے ساتھ نیکی کر معلوم ہوا کہ نیکی کرنا ساتھ ماں کے بالادلی کفارہ گناہ کا ہوتا ہو تحقیق آیا ہو کہ دعا ماں کی جلد قبول ہوتی ہو اسلیئے کہ وہ

نسبت باپ کے زیادہ تر رحیم ہے اور رحیم کی دعا ساقط نہیں ہوتی اس سے یہ ثابت ہوا کہ ماں کی خوشنودی حاصل کرکے
اُس کی دعا کو اپنے حق میں قبول جانے اگر وہ ناراض ہوکر بد دعا دیگی تو وہ بھی قبول ہوگی اس لیئے اُس کی بد دعا سے
جہاں تک بن سکے بچے حدیث میں آیا ہو ثَلٰثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيْهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ
وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ پھر اگر ماں باپ ہاتھ سے
اولاد کے مظلوم ہیں تو اُنکی بد دعا کسی طرح رد نہوگی بعض تابعین نے کہا ہو کہ جو شخص ہر روز ماں باپ کے
واسطے پانچ بار دعا کرے گا وہ اُنکے حق سے کسی قدر ادا ہوگا کیونکہ اللہ تعالی نے شکر والدین کو اپنے شکر کے
ساتھ ذکر کیا ہو اور اللہ کا شکر نماز پنجگانہ ہو تو ہر نماز میں پانچ بار دعا کرنے سے اُنکا شکر بھی ادا ہوگا اس بارہ
میں یہ دعا ماثور ہو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِیْ صَغِيْرًا وَاغْفِرْ
لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ
اِنَّكَ مُجِيْبُ الدَّعَوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ وَقَاضِی الْحَاجَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے منقول ہو کہ دعا بلفظ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وہ شخص کرے
جسکے حقیقی بھائی ہوں ایک ماں باپ سے اور اگر سوتیلے بھائی ہوں تو یوں کہے وَلِمَنْ تَوَالَدَ
اَحَدُهُمَا انتہی لیکن میرے نزدیک مطلق اخوت بھی واسطے صحت مطلب کے کافی ہو اللہ نے بنی اسرائیل
سے عہد لیا تھا کہ دیکھو سوا میرے کسیکو نہ پوجنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا معلوم ہوا کہ یہ دونو
حکم قدیم سے برابر چلے آتے ہیں اور یہ تاکید احسان بالوالدین کی اگلی امتوں میں بھی تھی حدیث معاذ بن جبل
میں فرمایا ہو لَا تَعُقَّ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ سو اس جگہ پر ٹھیرنا بڑے
مردوں کا کام ہو کہ مال و جان جائے مگر ایمان نہ جائے اہل و عیال گھر سے دور ہوں مگر ماں باپ نہ رنجور ہوں
یہی کمال توحید و ایمانداری ہو اور نہایت درجہ کی استقامت و وفاداری حضرت ابراہیم زن اسمٰعیل علیہما السلام
سے کہہ گئے تھے کہ جب تیرا شوہر آئے تو میرا سلام اُس سے کہدینا اور یہ پیغام پہنچا دینا کہ تو اپنے دروازے کی
چوکھٹ بدل ڈال کہ یہ لائق نہیں ہو اُسپر اُنہوں نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی تھی اسی طرح ابن عمر نے عمر کی
شکایت پر بحکم حضرت اپنی عورت کو چھوڑ دیا تھا سعادتمند اولاد ایسی ہی ہوتی ہو کہ ماں باپ کی رضامندی کو
بی بی سے محبوب ہر چیز پر مقدم رکھتی ہو اب وہ وقت آیا ہو کہ بی بی کے کہنے سے ناخلف اولاد ماں باپ کو چھوڑ دیتی
ہو ایسے ہی شخص کا نام جورو کا غلام ہوتا ہو۔ یہ حرکت بے برکت آثار قیامت میں سے ہو حدیث میں آیا ہو اَطَاعَ
الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ یعنے جورو کی اطاعت کرے گا ماں کا نافرمان ہوگا وَاَدْنٰی صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰی
اَبَاهُ یار کو اپنے پاس بٹھائیگا اور باپ کو رستہ بتائیگا لیکن ترک اہل و عیال و طلاق زوجہ بحکم مادر و پدر اُسوقت ہو

کہ مصلحت دینی یا دنیاوی پیش نظر ہو نہ مجرد عناد نفسانی و فساد شیطانی الغرض ادای حقوق والدین میں رعایت
امور ذیل کا ہی ایک یہ کہ ماں باپ کو دل سے دوست رکھے کہ اصل کار محبت ہی (۲) گفتار نشست برخاست
میں ادب شرعی انکا نگاہ رکھے چلنے میں پیشقدمی نکرے بات کہنے میں نام لیکر نہ پکارے جھڑک کر نہ بولے چلاکر
جواب نہ دے (۳) اپنے مال و سامان و اسباب کو اگرچہ عمدہ و قیمتی ہو انسے دریغ نہ رکھے اَنْتَ وَمَالُكَ
لِاَبِيْكَ اسپر دلیل ہی (۴) جس خدمت کا مقدور ہو اُس میں قصور نکرے ع از جان چہ عزیز است بگو
آن تو بخشم (۵) انکی وصیت بعد انکی موت کے بجالائے اگر خلاف شرع نہو فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَاِنَّمَا
اِثْمُهُ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهُ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (۶) صدقہ و زیارت سے یاد رکھے حدیث متفق علیہ
میں آیا ہی کہ ایک شخص نے کہا ای رسول خدا میری ماں یکایک ناگہاں مرگئی اگر فرصت پاتی تو کچھ صدقہ کرتی
یا وصیت کرجاتی فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ دوسری روایت میں ہی کہ سعد بن عبادہ
نے عرض کیا کہ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هٰذِهِ
لِاُمِّ سَعْدٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَالنَّسَائِيُّ شرعۃ الاسلام میں کہا ہی کہ آدمی جو کچھ اپنے مال میں سے خیرات
کرے اُسمیں نیت ماں باپ کی کرلے اس سے ثواب کم نہیں ہوتا بلکہ دونوں کو برابر ثواب ملتا ہی حکایت
بعض اکابر راہ میں ایک پتھر داہنی طرف پھینکتے اور باپ کی نیت کرتے اور ایک پتھر بائیں طرف پھینکتے اور
ماں کی نیت کرتے اور بعض غصہ کو بارادہ احسان بالوالدین پی جاتے ایک روایت ضعیف میں زیارت کرنا
قبر والدین کی دن جمعہ کے آیا ہی لیکن شرط ہر زیارت کی خواہ ماں باپ کی قبر ہو یا غیر کی یہ ہی کہ قبر کو ہاتھ سے نہ چھوئے
بوسہ نہ دے اُس کے سامنے نہ جھکے منہ خاک پر نہ رکھے کہ یہ عادت نصاریٰ کی ہی آس پاس قبر کے نہ پھرے شیخ
عبد الحق دہلوی حنفی نے جامع البرکات میں لکھا ہی کہ بوسہ دینا قبر کو اور سجدہ کرنا اسپر اور کلہ دہان رکھنا
حرام و ممنوع ہی بالاتفاق بلاشک و شبہ اور روایت بوسۂ قبر ابوین صحیح نہیں ہی انتہی میں کہتا ہوں مسح قبر و تقبیل
و انحنا حرام ہی اور سجدہ کرنا کفر صریح گو پیغمبر کی قبر کیوں نہو حضرت صلعم نے اپنی زندگی میں اپنے لیئے
سجدہ کرانا جائز نہیں رکھا بعد ممات کے کسطرح کیسکے لیئے درست ہوسکتا ہی (۷) ماں باپ کے اقربا
و احبا سے نیکی سلوک رکھے جو وہ سات انکے رکھتے تھے کیونکہ بر والدین انھیں اعمال سے حد کمال کو
پہنچتا ہی یہ نص حدیث میں آیا ہی (۸) ماں باپ کے لیئے ہمیشہ دعا و استغفار کرے حدیث میں آیا ہی اِنَّ الْعَبْدَ لَ
يَمُوْتُ وَالِدَاهُ اَوْ اَحَدُهُمَا فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ لَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى يَكْتُبَهُ اللّٰهُ بَارًّا
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ یعنی ماں باپ کی زندگی میں اگر کسی طرح کی خطا و تقصیر ہو گئی ہو گی تو اس ذریعہ سے
انکو والدین کو اُس سے راضی کرادیگا دوسرا لفظ یہ ہی اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ

الجنۃ فیقول یا رب انی ہذا فیقول اللہ تعالیٰ باستغفار ولدک لک رواہ احمد ہاں جس کے ماں باپ کافر یا مشرک ہوں
تو اُنکے لیئے دعا و استغفار و صدقہ نہ کرے اسلیئے کہ مشرک و کافر کی مغفرت نہوگی قال تعالیٰ مَا کَانَ
لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْٓا اُولِیْ قُرْبٰی مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّھُمْ
اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ یعنے جب مرنا اُنکا احوال شرک و کفر پر معلوم ہو چکا تو اب اُن کے لیئے استغفار کرنا منع ہے
وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰھِیْمَ لِاَبِیْہِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَۃٍ وَّعَدَھَآ اِیَّاہُ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗٓ اَنَّہٗ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ
تَبَرَّاَ مِنْہُ اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیْمٌ یعنی استغفار کرنا ابراہیم علیہ السلام کا اپنے باپ کے لیئے
قبل معلوم ہونے اس بات کے تہا کہ وہ اللہ کا دشمن ہی پہر جب یہ بات اُنکو معلوم ہو گئی تو وہ اُس سے بیزار
ہو گئے اسی طرح صحیح مسلم میں آیا ہی کہ حضرت نے اللہ سے اجازت استغفار و زیارت کے واسطے اپنی ماں
کی مانگی تہی زیارت کی اجازت ہوئی اور استغفار کرنیکی نہوئی یہی حکم صدقات کرنیکا طرف سے ماں باپ
مشرکین کے ہی گناہ اور چیز ہی اور اسکے لیئے استغفار کرنا ہو سکتا ہی اور شرک اور چیز ہی جو شخص تعزیہ بناتا
ہو یا پیر پرست گور پرست ہو یا کسی اور رسوم کفر میں مبتلا ہو اور وہ اسی حالت پہ مرگیا ہے تو اُس کے لئے
دعا و استغفار نہ کرے گو باپ ہو یا دادا نانی یا نانی یا اور کوئی رشتہ دار (۹) اپنا باپ چھوڑ کر غیر کو اپنا
باپ نہ بناوے یعنی جو نسب باپ کا ہو وہی بتاوے دوسرے کی طرف اپنے کو منسوب نکرے کہ یہ بھی عقوق
میں داخل ہی سید ہو یا شیخ مغل ہو یا پٹھان حلال کا ہو یا حرام کا حدیث میں آیا ہی مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ
اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ اور حدیث متفق علیہ میں فرمایا ہی لَا تَرْغَبُوْا
عَنْ اٰبَائِکُمْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ اَبِیْہِ فَقَدْ کَفَرَ باپ سے انکار کرنا اور غیر کو اپنا باپ ٹھیرانا کفر ہے
اسی لیئے اسپر جنت حرام ہو جاتی ہی کیونکہ جنت میں کوئی کافر نجائیگا جو ذات باپ کی ہو اور جسکے نطفے سے ہو حرام ہے
بدلنا اپنی ذات کا اسمیں یہ عیب ہے کہ باپ کو کم ذات بنا کر آپ کو دوسری بہتر ذات کا ٹھیرائے کہ یہ اعراض
کفر ہی اس زمانہ آخر میں کہ اسلام غریب ہو گیا ہی اور مسلمان گور میں جا سوئے ہیں اور کذب و نفاق کا ہر طرف
ڈنکا بجتا ہی اکثر جاہل بندے کہ ظلم و دنیا کمانے یا آبرو حاصل کرنیکو اپنا نسب صحیح چھپاتے ہیں اور کچھ کی کچھ ذات
بناتے ہیں حرام سے پیدا ہیں مگر آپ کو حلالی کہے جاتے ہیں قوم کے کچھ ہیں مگر بھیک مانگنے کو شیخ
سید بنجاتے ہیں اصل میں کسی کے غلام زادے ہوتے ہیں مگر عزت و جاہ چند روزہ کیلئے کسی شریف کی اولاد میں
اپنے کو دیتے ہیں سو حدیث میں اس فعل کو کفر اور ایسے شخص کو محروم الجنۃ فرمایا ہے اس سے بدتر اور کیا جزا
ہوگی (۱۰) ماں باپ کی حیات و ممات میں طریق حق پر قائم رہے اور بجالانے میں اعمال صالحات کے
موافق کتاب و سنت کے کوشش کرے بدعت و فسق و فجور سے آپ کو بچائے ہر چند یہ نیکی بظاہر

خود اسکے حق میں ہی لیکن والدین بھی اعمال خیر اولاد میں شریک ثواب کے ہوتے ہیں حدیث شریف میں آیا ہو اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ الحديث رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ اولاد سے جو عمل نیک ہوتا ہو وہ گویا ماں باپ ہی کا عمل ہو کہ آپ تو مرگیا مگر عمل زندہ ہو زہے بختاوری اُس شخص کی جو خود مرے اور عمل نیک اُسکا زندہ ہو

ف اہل علم نے کہا ہو کہ احسان کے تین طریق ہیں ایک یہ کہ قولاً و فعلاً ترک ایذا دہی کرے اور یہ علی الاطلاق واجب ہو اس کے خلاف میں عقوق لازم آتا ہو دوسرا طریق یہ ہو کہ بدن اور مال سے خدمت والدین کی بجالائے لیکن اسکے لیے مقدرت اولاد اور احتیاج ابوین شرط ہو تیسرے یہ کہ جسوقت وہ بلائیں حاضر ہو مگر اس شرط سے کہ حضوری میں کوئی مفسدہ شرعی نہو اس صورت میں عبادت نفل کو چھوڑ کر انکے پاس حاضر ہو کیونکہ اطاعت والدین کی نوافل طاعات پر مقدم ہو اور یہ اطاعت عین خدا و رسول کی اطاعت ہو کہ انکے حکم سے اس کو بجالایا ہو و لہذا بعض آثار میں آیا ہو کہ بر والدین افضل ہو نماز روزہ و حج و عمرہ و جہاد نفل سے ہاں اگر امر میں کہ شرک لازم آتا ہو یا کوئی معصیت خالق کی تو اوسجگہ انکی اطاعت کا حکم نہیں ہو جیسے کتاب و سنت کا چھوڑنا ترک فرائض و واجبات شرعی میں انکا مطیع نہ بنے اسی طرح ترک سنن موکدہ میں ہاں ایک دو بار اگر کسی سنت موکدہ کو انکی خاطر سے ترک کردیگا تو کچھ مضائقہ نہو گا قال تعالی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ یہ آیت دلیل ہو اس بات پر کہ جب کسی کے باپ بھائی ایمان کی راہ چھوڑ کر کفر کی راہ پر چلیں تو پھر ان سے دوستی نہ رکھے اس لیے کہ وہ اللہ کے دشمن ہیں اللہ کے لیے برادری و رشتہ داری کا ترک کرنا علامت ہو ایمان کی اور ماں باپ و اخوان کو باوجود ترک کرنے نماز روزہ و حج و زکوٰۃ کے دوست رکھنا علامت ہو دشمنی کی ساتھ خدا کے کیونکہ ان فرائض کا عمداً ترک کرنا کفر ہو پس باوجود اس کے انکے ساتھ محبت رکھنے میں رضا بالکفر لازم آتی ہو اور رضا بالکفر شرعاً کفر ہوتی ہو اس مسئلہ میں اکثر خلق کوتاہی کرتی ہو اور دوسروں کی دنیا کے پیچھے اپنا ایمان کھو دیتی ہو اِنَّا لِلّٰهِ خدا پرستی و دینداری کا یہ مقام ہو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے باوجود اس ادب تمام کے جب اپنے باپ کو اللہ کا دشمن دیکھا تو صاف اُسکی دوستی سے تبرا کیا اور اللہ نے قرآن شریف میں صاف حکم عدم ایمان کا اُن لوگوں کے حق میں لگا دیا ہو جو اللہ و رسول کے مخالفین کو دوست رکھتے ہیں گو وہ انکے رشتہ دار قریب ہوں فرمایا لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ یعنی خواہ باپ ہوں یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے اس سے ثابت ہوا کہ جو کوئی خدا و رسول کے دشمن کو اپنا دوست ٹھیرائیگا گو وہ باپ بھائی

سو وہ مومن نہیں ہو کیونکہ ایمان کے ہمراہ واسطے دوستی مخالف کے کوئی راہ نہیں ہو اصل ایمان کی بنص حدیث صحیح یہی الحُبُّ لِلّٰہِ وَالبُغْضُ لِلّٰہِ ہے مسئلہ کتاب نصاب الاحتساب میں لکھا ہو کہ بسبب حق پدری کے امر بالمعروف نہی عن المنکر ساقط نہیں ہوتا ہے کیونکہ اسکا حکم صراحۃً آیا ہے قرآن شریف میں قصہ واعظ ونصیحت ابراہیم علیہ السلام کا انکے باپ کو کئی آیتوں میں آچکا ہو یا اَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِی عَنْکَ شَیْئًا قَالَ تَعَالیٰ یَا اَبَتِ اِنِّی قَدْ جَاءَنِی مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِی اَهْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا وَقَالَ تَعَالیٰ یَا اَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطَانَ اِنَّ الشَّیْطَانَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا اِلیٰ غَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْاٰیِ فی الجملہ جس کسی مسلمانکے ماں باپ ایمان نرکھتے ہوں انکو ہدایت کرنا اور ضلالت سے روکنا اولاد پر واجب ہو اگر نہ مانیں تو انسے کنارہ کش ہو جائے اور اونکا نام اگر گمراہ رکھے تو درست ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے حق میں کہا تھا وَاغْفِرْ لِاَبِی اِنَّهٗ کَانَ مِنَ الضَّالِّیْنَ اور علی مرتضیٰ نے اپنے باپ کو سامنے حضرت کے گمراہ کہا مَاتَ عَمُّکَ الضَّالُّ سید علی ہمدانی نے ذخیرۃ الملوک میں لکھا ہو کہ احتساب کے پانچ مرتبے ہیں ایک تعریف دوسری واعظ ونصیحت تیسرے نہی فعل بد سے چوتھے عنف ودرشتی پانچویں مارپیٹ دو مرتبہ اول حق میں والدین کے درست ہیں اور چہارم پنجم درست نہیں رہا مرتبہ سوم جیسے شراب بہادینا آلات لہو ولعب کو توڑ ڈالنا ریشمی کپڑا بدن سے اتار دینا غصب کا مال گھر میں ہو تو نکال کر حوالے مستحق کردینا یہ سب اولاد کو حق میں ماں باپ کے جائز ہو اگرچہ وہ ان باتوں سے خفا ہوں اسلئے کہ ادای حق اسلام سب حقوق پر مقدم ہے ان کاموں کے کرنیسے وہ عاق نہیں ہوتا ہے اور ماں باپ کو حق میں اولاد کے ہر پنج مرتبہ احتساب کے درست ہیں ۔

فصل ۶ بیان میں حقوق اولاد کے والدین پر

جو ماں باپ حقوق اولاد کے ادا کرتے ہیں وہ آپکو فتنۂ دارین سے بچاتے ہیں اور جو غفلت کرتے ہیں اُن کے حق میں انکی اولاد فتنہ ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ یعنے اے ایمان والو تمہاری بعض بی بیاں اور اولاد تمہاری دشمن ہوتی ہے تم انسے بچتے رہو اس آیت سے یہ نکلا کہ کبھی بی بی کو یا کسی بچے کو اپنے خاوند باپ سے عداوت ہوتی ہے تو ایسے جورو بچوں سے مومن کو بچنا چاہئیے وَقَالَ تَعَالیٰ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ یعنی تمہارے مال واولاد فتنہ ہیں یہ اسلئے کہ اکثر لوگ بسبب جورو بچوں کے مرتکب گناہوں کے ہوتے ہیں کوئی اپنے عیش کے لئے مال حرام کماتا ہو کوئی اولاد کے لئے اعمال شرک کفر و بدعت ومعصیت بجالاتا ہے الغرض اللہ تعالیٰ انسان کو مال واولاد دیکر جانچتا ہو اگر وہ انکی عداوت وفتنہ سے بچکر سلوک نیک سے پیش آیا

اور اُنکو راہ خدا پر لگایا تو اُس نے دنیا و آخرت کی خوبی حاصل کر لی ورنہ دونوں جہان سے گیا حدیث میں آیا ہی ایک آدمی نے حضرت سے کہا کہ میں کس کے ساتھ نیکی کروں فرمایا ماں باپ کے ساتھ اوس نے کہا میرے ماں باپ نہیں ہیں فرمایا اولاد کے ساتھ کَمَا اَنَّ لِوَالِدَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَكَذٰلِكَ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص تربیت و حقوق اولاد میں قاصر ہو وہ گنہگار ہی اُس سے مواخذہ ہوگا کیونکہ جو کوئی جس کسی کا حق ضائع کریگا البتہ اُس سے بازپرس ہوگی حدیث ابوہریرہ میں آیا ہی کہ ایک شخص نے حضرت سے کہا کہ میرے پاس ایک دینار ہی فرمایا اپنی جان پر خرچ کر اُس نے کہا ایک اور ہی فرمایا اپنی اولاد پہ صرف کر کہا ایک اور ہے کہا اپنے اہل پر خرچ کر کہا ایک اور ہے فرمایا اَنْتَ اَعْلَمُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ یہ حدیث اصل ہی بیان نفقہ میں اس سے معلوم ہوا کہ جسکو مقدور ہو وہ اپنی اولاد پہ خرچ کرے اور غیر پر اسکو مقدم رکھے اول خویش بعدہ درویش سو پہلا حق اولاد کا والدین پر نان نفقہ ہی یہاں تک کہ لائق کمائی کے ہو دوسرا حق یہ ہی کہ اُنکو بنظر شفقت و رحمت دیکھے حدیث عائشہ میں آیا ہی کہ ایک اعرابی نے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے بچوں کو پیار کرتے ہیں بوسہ لیتے ہیں کہا میں یہ کام نہیں کرتا حضرت نے فرمایا اَوَ اَمْلِكُ لَكَ اَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ یعنی اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت اُٹھا لی ہے تو اسکو میں کیا کروں (۳) جب بچہ پیدا ہو تو خوش ہو کیونکہ ولد دنیا میں نور ہے اور آخرت میں سرور اور اگر لڑکی پیدا ہو تو اور زیادہ خوشی کرے واسطے مخالفت رسم جاہلیت کے کہ وہ تولد انثی سے دعا کرتے اور بیزار ہوتے تھے قال تعالیٰ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۤءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۤءُ الذُّكُوْرَ یعنی دیتا ہی اللہ جسکو چاہے مادہ اور جسکو چاہے نر اس جگہ تولد دختر کو تولد پسر پر مقدم ذکر کیا ہی اس لیئے کہ تولد اناث سے تکثیر نسل و خوشی خاطر مادر اور آبادی خانہ زیادہ تر ہوتی ہی اور حدیث میں آیا ہی کہ برکت اس میں ہی کہ عورت جلد لڑکیاں جنے یعنی پہلے دختر پیدا ہو اگرچہ پسر و دختر دونوں خدا کی موہبت ہیں پھر کسی کو نر و مادہ دونوں دیتا ہی اور کسیکو بانجھ کرتا ہی اسی حکمت کی بنیاد پر اللہ نے بعض انبیاء کو بیٹیاں دی تھیں بیٹا نہ دیا تھا جیسے حضرت لوط اور شعیب علیہما السلام اور بعض کو فقط ذکور مرحمت فرمائے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بعض کو اناث و ذکور دونوں دیئے ہیں جیسے خاتم النبیین صلعم اگرچہ آپکی اولاد ذکور زندہ رہی اور کسی کو عقیم کیا جیسے یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام کہ اُنکے بالکل اولاد نہ تھی سو جو نادان شخص یہ چاہے کہ لڑکیاں پیدا نہ ہوں تو گویا وہ یہ چاہتا ہی کہ دنیا ویران ہو جائے کسی نے خوب کہا ہے لَوْ اَطَاعَ اللّٰهُ النَّاسَ فِي النَّاسِ لَمْ يَكُنِ النَّاسُ یعنے اللہ تعالیٰ اگر آدمیوں کا کہا کرتا اُن کے حق میں تو کوئی آدمی نہوتا کیونکہ ہر شخص یہ چاہتا ہی کہ بیٹا ہو بیٹی نہو سو اگر اسیطرح ہوتا تو نسل انسان کی منقطع ہو جاتی کوئی آدمی نہ ہوتا سب سلسلہ نوع البشر کا ختم ہو جاتا

حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کے بیٹی پیدا ہو اور وہ اُس کو قتل نہ کرے اور نہ خوار و ذلیل رکھے اور نہ بیٹوں کو
اُس پر بڑھائے تو ایسے شخص کو اللہ بہشت میں داخل کرے گا عرب جاہلیت کی یہ رسم تھی کہ اگر دختر پیدا ہوتی تو
اُس کو زندہ گاڑ دیتے کما قال تعالیٰ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ یعنی اُس
زندہ درگور سے پوچھا جائیگا کہ تو کس گناہ پر ماری گئی اس سوال میں بڑا غصہ ہے قاتل پر کہ اُس سے تو مارے
غضب و غصے کے سوال نہ کیا مقتولہ سے پوچھا پر قتل کرنا ان کا کئی وجہ سے تھا کچھ لوگ فقر و فاقہ کے سبب سے مار ڈالتے
تھے اور خیال کرتے تھے کہ اس کی شادی بیاہ میں بہت خرچ کرنا پڑیگا ہم کہاں سے لائیں گے بعض عار و ننگ
کی وجہ سے قتل کرتے تھے کہ ہم کسی کے خسر نہیں بنیں گے اور علاقہ خویشی و دامادی کا قائم ہوگا اور سارا بوجھ داماد کا
اُٹھانا پڑے گا اور نہ دکھ داماد نالائق ناحق شناس کافر نعمت محسن کش حرام خوار بے غیرت ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ
نے جا بجا قرآن میں اس فعل بد کی مذمت فرمائی اور اس کام سے منع کیا علاوہ اس کے کہ سب سے زیادہ قریب اولاد
ہوتی ہے اس میں قطع رحم بھی ہے جو کہ اکبر کبائر ہے اور ایک بڑا ظلم و ستم ہے ایک غریب بیگناہ کی جان لینا اور ناخوش
ہونا ہے اللہ کی پیدائش سے اور مکروہ رکھنا ہے اس کے قضا و قدر کو اور مقابلہ کرنا ہے فعل الہٰی کا ساتھ اپنی
ضد کے کہ اللہ نے تو اسکو زندہ پیدا کیا اور اس احمق نے ایک دم میں اس کو ضائع کر دیا اور یہ بے اعتمادی ہے اللہ کی رزاقی
و کارسازی پر کہ ہم اس کا خرچ کہاں سے لائیں گے یہ نہ جانا کہ اس کا رزق ہمپر نہیں ہے جسنے اسکو پیدا کیا ہے
وہی اس کا رازق بھی ہے اور سخت بخل ہو کہ اپنی جان پر اپنے جگر لخت کا خرچ کرنا گوارا نہیں رکھتا ہے اس لیئے کہ اولاد والدین
کی جان ہوتی ہے اگر سعادتمند ہے اور جگر کا ٹکڑا ہے ایسی چیز کی جو اصل تمام بنی آدم ہے اور بغیر اس کے بقاء نسل ممکن
نہیں اور عار کرنا ہے ایسے کام سے جسکی بدولت باپ بنا ہے بلکہ خود آپ پیدا ہوئے غرضکہ اس قسم کی بہت سی
قباحات اس فعل بد میں موجود ہیں تفسیر فتح العزیز میں کہا ہے کہ یہ فعل شنیع اس امت میں جس کے اندر ہم سب ایک
دوسری شکل سے نمودار ہوا ہے کیونکہ شیطان کا یہ قاعدہ ہے کہ جب لوگ کسی کام کو شرع شریف کی روک ٹوک
و سرزنش یا فہم و تدبر کی راہ سے چھوڑ دیتے ہیں تو وہ لعین اسی کام کو اور صورت سے انکی نظروں میں اچھا
کر دکھاتا ہے تاکہ اصل مطلب اس کا فوت نہ ہونے پائے کیونکہ غرض اصل کام سے ہے کسی کی شکل و صورت میں کیوں
نہو وہ صورت جو اس امت میں رائج ہو رہی ہے کہ کنیزوں اور کم اصل عورتوں کا حمل جس سے ننگ و عار لاحق
ہوتی ہے قبل پیدا ہونے بچہ کے بلکہ اور پڑ جانے روح کے اس کے بدن میں جسکی مدت غالباً چار ماہ ہوتی ہے
گروا دیتے ہیں اور اسکو مقتضائے شرافت و غیرت جانتے ہیں اور مقام فخر میں اس کا ذکر کرتے ہیں حالانکہ اس
میں اور قتل ناحق اور فساد عظیم ہوتے ہیں بالکل برابر کا تفاوت نہیں ہے اتنے میں کہتا ہوں کہ یہ شرافت نہیں ہے
بلکہ شر و آفت ہے ہندوستان میں اب بھی ایسے جاہل گنوار قوم کے مسلمان بہت ہیں جو کہ اس رسم میں مبتلا

راجپوتوں کے ہیں فتح العزیز میں کہا ہی کہ حکم فقہی اس مسئلہ کا یہ ہی کہ جس کسی کے ہاتھ سے اُسکی اولاد براہ خطا
ضائع ہو جائے جیسے حمل چار ماہ کا ساقط ہو جائے یا مقدار سے زیادہ افیون کسیکو کھلاوے یا لب بام پر بچہ کو
لیکر کھیلے اور وہ ہاتھ سے گر کر مر جائے تو اس صورت میں کفارہ واجب آتا ہی قتادہ کہتے ہیں قیس بن عاصم تمیمی نے
عرض کیا تھا کہ ای رسول خدا مجھسے ایک بڑا گناہ ہوا کہ جب میں کافر تھا مینے آٹھ لڑکیاں زندہ گاڑ دیں فرمایا
عوض ہر لڑکی کے ایک ایک بردہ آزاد کر اُس نے کہا میرے پاس اونٹ ہیں بردے نہیں ہیں فرمایا عوض
ہر ایک لڑکی کے ایک اونٹ ہی راہ خدا میں دے انتہی بالجملہ لڑکیوں کا مار ڈالنا کسی طریق پر کیوں نہو یا اُنکے پیدا ہونے سے
ناخوش ہونا کافروں کا طریق ہی مسلمان کو تو یہ چاہیئے کہ اُن کے ساتھ حسن سلوک کرے عائشہ کہتی ہیں کہ میرے
پاس ایک عورت آئی اُسکے ساتھ دو لڑکیاں تھیں اُس نے مجھسے سوال کیا مینے اُسکو ایک خرما دیا اُس نے
آدہا آدہا دونوں کو بانٹ دیا آپ کچھ نہ کھایا مینے یہ ذکر حضرت سے کیا فرمایا مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ
بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ یعنے لڑکیاں درمیان اُس کے اور دوزخ کے اوٹ
ہونگی اور حدیث انس میں فرمایا ہی مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ
هٰكَذَا وَضَمَّ أَصَابِعَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنے جسنے پالا دو لڑکیوں کو یہاں تک کہ پہنچیں وہ جوانی کو
تو آویگا وہ دن قیامت کو اور میں اس طرح پھر ملایا اپنی اونگلیوں کو یعنی اُس کا حشر میرے ساتھ ہوگا
ابن عباس کا لفظ یہ ہی جس نے عیالداری و غمخواری کی تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پھر ادب سکہایا اونکو
اور مہربانی کی اُنپر جب تک کہ بے پروا کرے اللہ تعالیٰ اُنکو تو واجب کرتا ہی اللہ اُس کے لئے بہشت کو یہی حکم دو
اور ایک لڑکی کا بہی ہی دوسری روایت میں آیا ہی أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ اِبْنَتُكَ مَرْدُوْدَةً
إِلَيْكَ مَا لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ یعنے بہتر صدقہ یہ ہی کہ نیکی کرے تو اپنی بیٹی سے جو پھر
کر آئی ہی تیرے گہر اور نہیں ہی واسطے اُس کے کوئی کمائی کرنے والا سوا تیرے یعنی اسکے شوہر نے اُسکو طلاق
دی ہو یا وہ مر گیا ہو اور وہ سوا ماں باپ کے کوئی اولاد یا وارث نہ رکہتی ہو الحاصل منجملہ حقوق اولاد کے ایک
یہ حق ہی کہ جب بچہ پیدا ہو تو ناف کاٹے نہلاے پاک صاف کرے پھر اُس کے داہنے کان میں اذان اور
بائیں کان میں اقامت کہے تاکہ سب سے پہلے دنیا میں اُس کے کان میں آواز توحید و اسلام کی پڑے اس سے
بیماری ام الصبیان کی نہیں ہوتی ہے حدیث میں آیا ہی کہ جب امام حسن بن علی پیدا ہوئے اُنکو پاس حضرت
کے لائے آپنے اُنکے کان میں اذان کہی (۲) یہ کہ ماں اُسکو دودھ پلائے اگرچہ ایک ہی بار ہو کیونکہ اللہ نے
منجملہ حقوق اولاد کے ایک پلانا دودھ کا بھی اپنے کلام پاک میں ذکر فرمایا ہی جو ماں دودھ نہ پلائے گی تو ایک
ثلث حق اُس کا کم ہو جائیگا اور یہ بچے کے رونے سے تنگ نہ ہو رونا اُس کے حق میں ذکر ہی (۳) یہ کہ اُس کا

نام اچھا رکھے اور جس نام میں بندہ ہونا اللہ کا نکلے وہ نام بہتر ہے جتنے اللہ کے اسماء حسنیٰ ہیں اُن کے ساتھ
لفظ عبد ملانے سے یہ بات حاصل ہوتی ہے یا پیغمبروں کے نام پر رکھے کیونکہ فرمایا ہے تَسَمَّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِیَاءِ
اور احب اسماء الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمٰن ہے اور جس نام میں غیر کا بندہ ہونا نکلتا ہے وہ نام شرک کا
ہوتا ہے جیسے عبد النبی یا عبد الرسول یا عبد الکعبہ و نحوہا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے آیہ کریمہ فَلَمَّا اٰتٰهُمَا
صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ میں کہا ہے کہ ایک قسم شرک کی شرک فی التسمیہ ہے جس طرح ہمارے زمانے میں
لوگ غلام فلاں و عبد فلاں نام رکھتے ہیں انتہیٰ میں کہتا ہوں غلام بمعنی فرزند و بمعنی طفل بھی آتا ہے لیکن ہندستان
میں اس لفظ کو بمعنی عبد و مملوک استعمال کرتے ہیں اس بنیاد پر ایسا نام داخل شرک فی التسمیہ ہے مظنۂ شرک سے بھی
بہر حال بچنا واجب ہے حاجت تاویل کی نہیں ہے بڑی خرابی دین میں اسی تاویل کے سبب سے آئی ہے حدیث
میں فرمایا ہے بڑا اچھا نام حارث و ہمام ہے اور بہت برا نام حرب و مرہ اور بہت خوار نام شاہنشاہ ملوک و امرا
ورؤسا و سلاطین کے نام غالباً ایسے ہوتے ہیں جو شرعاً حرام یا سوء ادب یا کفر یا شرک ٹھیرتے ہیں ایک
ادبار اسلام پر ان ناموں کے سبب سے آیا اور آخرت کا مواخذہ شدید علیحدہ قائم رہا انا للہ الغرض جب
نام رکھے تو اچھا نام رکھے اور جو نام بد ہو تو اسکو بدل دے حضرت نے عاصیہ کا نام جمیلہ اور اخرم کا
نام زرعہ اور حزن کا نام سہل اور حرب کا نام سلم اور مضطجع کا نام منبعث رکھا تھا اور جو بچہ ناتمام پیدا ہو
اور آثار زندگی کے موجود ہوں تو اُس کا نام رکھے (۴) یہ کہ ساتویں دن تولد سے اس کا عقیقہ کرے
بیٹا ہو تو دو بکریاں اور بیٹی ہو تو ایک بکری ذبح کرے اور سر منڈائے اور نام رکھے حدیث میں آیا ہے کہ
كُلُّ غُلَامٍ رَهِيْنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ امام احمد نے کہا اس کے یہ معنے ہیں کہ جب تک اس کا عقیقہ نہ ہوگا
تب تک وہ ماں باپ کی شفاعت کرنے سے محبوس ہے یعنی اگر طفلی میں بے عقیقہ مر گیا ہے تو شفیع والدین کا نہ ہوگا بعض نے کہا ہے کہ وہ محبوس ہے
خیرات و صلاحیات و زیادت نشو و نما سے برابر وزن مو کے چاندی تصدق کرے اور اس کے تالو میں کچھ چھوہارا چبا کر مل دے یا شہد لگا دے
اس کو تحنیک کہتے ہیں اور بالوں کو زمین میں دفن کر دے ماں باپ دادا دادی کو کھانا لحم عقیقہ کا درست
ہے (۵) یہ کہ ساتویں دن یا تاخیر سے ختنہ کرے ہفت سال سے زیادہ دیر نہ کرے ختنہ کرنے میں
مبالغت ہو سکے اور بجا لانا ہے سنت ابراہیم کا یہ ختنہ کرنا شرعاً واجب ہے حدیث میں
ختنہ عورتوں کا بھی ذکر آیا ہے اس کا نفع یہ ہے کہ رنگ تازہ ہوتا ہے شہوت سست پڑتی ہے جماع میں لذت
زیادہ ملتی ہے شوہر جورو کو دوست رکھتا ہے لیکن یہ امر کچھ واجب نہیں ہے اور کھلانا و دینا مسکر کا اطفال
کو وقت ختنے کے حرام ہے بلکہ اس حکم میں سب مرد عورت جوان بوڑھے برابر ہیں (۶) اولاد کو صحبت
بد میں بیٹھکر افعال و عادات بد کے سیکھنے سے بچائے اور جو کام خلاف شرع ہیں اُنسے اور بے دار نماز و نغمت

و آرائش و پیرائش سے روکے اور تعلیم اور تعلم میں محاسن اخلاق و مکارم عادات و احکام نماز روزہ و زکوٰۃ و حج
وغیرہ کے مصروف رکھے پہر کلمۂ طیبہ یاد کرائے پہر اسماء حسنیٰ پہر قرآن پڑہائے (۷) بے نمازی نکاح حرام خوار
بدخو بدکار بدخلق عورت کا دودھ نہ پلائے کہ دودھ کا اثر مولود میں ضرور آجاتا ہے مگر میسر آنا اس صفت کی مرضعہ کا
اس زمانے میں سخت مشکل ہو گیا ہے (۸) جب غذا کہانے لگے تو لقمۂ حرام سے اس کو بچائے جو لڑکا شیر حرام
و غذای حرام سے پرورش پاتا ہے ظلمت و خباثت اس حرام کی ضرورت اس کے دل کو تیرہ و تاریک کردیتی ہے
پہر وہ جوان ہو کر فاسق فاجر بنجاتا ہے اور شہوت و فساد کا بندہ ہو جاتا ہے (۹) ماں باپ استاد کو لازم
ہے کہ آداب کہانے پینے پہننے سونے کے سکھائیں اور بہت سے کہانے کو اسکی نظر میں معیوب کر دکھائیں
اور وادخار طعام سے منع کریں اور اطفال بسیار خوار کے سامنے اسکی مذمت و سرزنش کیا کریں بہت بُری صفت
طفلی میں یہی زیادہ کہانا اور بے شرمی ہے (۱۰) لباس ریشمی اور رنگین اور زیور نہ پہنائیں مگر لڑکی کو اور
جو اطفال ایسا لباس پہنتے ہوں انکی صحبت سے اس کو بچائیں کیونکہ صحبت بد سخت مؤثر ہوتی ہے بعض بدبخت
پدر اور شیطان خود اپنی اولاد کو بنا سنوار کر بازاروں اور میلوں میں لے جاتے ہیں اور انکی اداے معشوقانہ
سے خوش ہوتے ہیں اس حرکت بے برکت سے فساق کو حوصلۂ اغلام کا پیدا ہوتا ہے اور وبال اس خرابی کا
والدین کے ذمہ پر آتا ہے کہ اصل ضلالت انہیں سے نکلی ہے ہدایہ و نصاب الاحتساب میں پہننا چاندی
سونے حریر کا اطفال کو حرام لکہا ہے گو خلخال یا کنگن ہی کیوں نہ ہو اور مواخذہ اس کا والدین سے ہوگا نہ
اطفال سے کیونکہ وہ غیر مکلف اور احکام شرع سے جاہل ہوتے ہیں (۱۱) جب بچہ حد تعلیم کو پہنچے تو پہلے
اُسکو قرآن پڑہائے ناظرہ خوان بنائے پہر حفظ کرائے پہر ترجمۂ اُردو پہر ترجمۂ فارسی پہر ترجمۂ عربی سکہائے
جیسے موضح القرآن و فتح الرحمن و جلالین یا جامع البیان پہر رسائل عقائد سکہائے کہ سب سے مقدم درستی
عقیدے کی ہے یہ عقیدہ مطابق کتاب و سنت کے ہو نہ مطابق کلام اہل کلام کے پہر رسائل فقہ سنت
پڑہائے نہ فقہ رائی طریقۂ تعلیم کا وصیت نامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی میں بہت اچھا لکھا ہے اور اہل دین
کے تجربہ میں آچکا ہے اور کتب فارسی میں پڑہانا کتاب گلستان و بوستان و رسائل اخلاق و اشارات کا مناسب ہے
اس لیے کہ فارسی بکار آمد و امور معاش ہوتی ہے اور رسائل دینی اس لغت میں بہت ہیں لیکن ایسی
کتابوں سے بچائے جنمیں کہانی قصے عشق و فسق کے لکھے ہیں جیسے بہار دانش مثنوی غنیمت و نحوہا مقصد اسکا سکہانا
لغت عرب کا اور استعمال کرانا اس کا اکثر احوال میں افضل و مقدم تر ہے اس لیے کہ یہ زبان ہمارے دین
و ایمان کی لغت ہے اور اللہ و رسول کا کلام بہی اسی لغت میں آیا ہے اور جنت میں بہی لغت بولی جائیگی
اور عربیت نسب و عربیت حسب و عربیت زبان کی ہم لوگوں کا فخر ہے اور یہ مناسبت ہمکو اللہ و رسول کے

پہنچاتی ہے ۹

	بلبل ہمیں کہ قافیۂ گل شود بس ست		فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا	

پھر مطالعہ سے دواوین وغزلیات وغیرہ اشعار وابیات کے جنمیں ذکر خط وخال ورنج دلال وزلف ورخ معشوق وہجر ووصال محبوب وآہ وزاری عاشق کا ہو بچائے کیونکہ یہ شغل آخر کو سبب فسق وفحش کا ہوجاتا ہی اور عقل میں مرد وزن اِن کی اشتغال سے خلل آجاتا ہی عقل صحیح قلب سلیم طبع مستقیم باقی نہیں رہتی ہم نے اکثر شعرا ودبوستان خیال وفسانہ عجائب ونحو ہا پڑھنے والوں کو اسی طرح کا پایا یہ سب فنون داخل لہو الحدیث ہیں جسکی مذمت قرآن میں آئی ہے ایسی کتب کا بطور تفنن دیکھنا اُسوقت ہوسکتا ہی کہ پہلے انسان عاقل بالغ مہذب مؤدب خوش عقیدہ خوش عمل دوراندیش ہوجائے پھر وہ بھی بقدر نمک کے طعام میں نہ یہ کہ ایسے ہی خرافات کا رات دن شاغل ہوکر رہجائے اور بوستان خیال ہی کا رات دن گلگشت کیا کرے اور فسانہ عجائب ہی کا شیفتہ ہو کیونکہ انجام اسکا ہلاک دین اور سوء عاقبت ہی عیاذا باللہ (۱۳) ہر روز بعد اوقات تعلیم کے ایک دو ساعت کھیلنے کی بھی فرصت دے تاکہ ذہن وذکاوت میں تنگی نہ آئے اور بلادت وانقباض دامنگیر حال نہو بلکہ مزاج میں اعتدال باقی رہے اور تعطیل کی اُمید میں سبق کو جلد یاد کرلے اور ضیق طبع سے قوت نگاہ داشت کی باطل وزائل نہونے پائے بعض ناتجربہ کار رات دن کی مشقت لینے اور بہت سی سبق دینے کو موجب عجلت تعلیم سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اب جلد لڑکے اُسکو سارے کمالات حاصل ہوجائینگے حالانکہ یہ بات نہیں ہی بلکہ اہل تجربہ نے تو یوں کہا ہی کہ طَلَبُ الْکُلِّ فَوْتُ الْکُلِّ دن بھر میں دو بار سبق دینا دو کتاب کا ہمراہ سلیقہ کے کفایت کرتا ہی اور طفل ذکی الطبع تو دو چار ہی بار میں اپنا سبق یاد کرلیتا ہی (۱۳) اولاد کو گالی بکنے فحش کہنے لعنت کرنے بہت باکرنے بہت ہنسنے ہر بار دوڑکر چلنے مکتب ومجلس میں بیٹھکر ادہر ادہر دیکھنے سے منع کرے (۱۴) جو لوگ متقی معمر دیندار عالم درویش حق پرست ہوں اولاد کو اُنکی صحبت میں بھیجے اور ادب سے اُٹھنا بیٹھنا راہ چلنا اُن کا جواب دینا سکہائے بڑے بوڑھے ہوں اور بزرگوں کی صحبت ومجالست میں اگر اولاد رہنے لگی نہیں تو بگڑی گی بھی نہیں کیونکہ صحبت نیک اپنا رنگ لاتی ہی اور صحبت بد کچھ اور ہی ڈھنگ دکھاتی ہی (۱۵) جب بچہ سات برس کا ہو تو اُس کو طریقۂ طہارت دکھائے نماز پر لگائے ہرگز درگزر نکرے جن احکام شرعیہ ضروری کا اسکو محتاج سمجھے اُسکی تعلیم کرے اور ہمنشینی سے علماء دنیادار اور فقہاء روزگار اور فقراء ریاکار اور جملہ اہل بدعت واشرار سے بچائے (۱۶) ہمیشہ روبرو اطفال کے حقارت وذلت دنیا کی اور خوبی وترجیح آخرت کی بیان کرے اور کہے کہ عقلمند وہ شخص ہوتا ہے جو دنیا سے زاد راہ آخرت لے اور عوض عرض فانی کے جوہر باقی کو اختیار کرے لیکن یہ وعظ نرے قول سے نہو بلکہ فعل کیساتھ ہو حکایت

ایک بزرگ نے کہا تھا کہ من دنیا را بازی دادم گفتند چگونہ گفت نان اینجا خوردم و کار آنجا کردم اَللّٰہُمَّ نُبْنَا مِنْ دَعْوَۃِ الْاٰخِرَۃِ یعنی میں نے دنیا کو دھوکا دیا کہ روٹی یہاں کی کھائی اور کام وہاں کا کیا پس جو طفل اس وضع احتیاط کے ساتھ پرورش پائیگا تو وقت عاقل بالغ ہونے کے اس میں آثار رشد و ہدایت کے اور عمارات برکات ظاہر و باطن کے عیاں ہوں گے اور صحبت نیک سے مانوس ہو کر صحبت اہل شر و فساد سے متنفر و گریزاں رہیگا اور بچہ برخلاف اس کے خود سالی ہی سے صحبت بد میں رہیگا تو وہ جوانی میں شیطان کے کان کترے گا جسکی ابتدا بے شرمی و گالی و گلوچ و فحش و بدزبانی و مکر و حرص و چوری و دروغگوئی و دغابازی و زینت لباس و سواری و لسانی و شعرخوانی و داستان سرائی وغیرہ اخلاق بد ہوتی ہے وہ سن بلوغ پر پہونچکر حق سے بیگانہ باطل و اہل باطل کا یگانہ فساق کا ہمدم شیاطین کا نشانہ ہو جائیگا اس کے دل میں کسی کی نصیحت و موعظت اثر نہیں کریگی یا کم اثر کریگی تمام ہمت اس کی فسق و فجور و لہو و لعب و آرائش جامہ و تن میں مصروف رہیگی آج کل اطفال اشراف کو دیکھو اکثر میں یہی عادات ذمیمہ موجود ہیں پھر اولاد و اطراف کا کیا ذکر ہے حالانکہ وبال ان سارے امور کا نامۂ اعمال والدین میں لکھا جاتا ہے محبت و مشغولی ساتھ اولاد کے وہیں تک خوب ہے کہ جس سے دامن دین کو دھبا نہ لگے اور جسم ایمان پر کوئی داغ نہ آئے اور جب اولاد کو ایسا چاہا کہ آخرت کے گھر کو ڈھا دیا تو پھر اللہ و رسول دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھا کتاب فصل الخطاب میں جناب مرتضیٰ سے نقل کیا ہے لَا تَجْعَلَنَّ اَکْثَرَ شُغْلِکَ بِاَھْلِکَ وَلَدِکَ فَاِنْ یَّکُنْ اَھْلُکَ وَوَلَدُکَ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَوْلِیَاءَہٗ وَاِنْ کَانُوْا اَھْلُکَ وَوَلَدُکَ مِنْ اَعْدَاءِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَا ھَمُّکَ بِاَعْدَاءِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ یعنی تو اپنے جورو بچوں میں بہت سا مشغول نہ رہ اگر وہ اللہ کے دوستدار ہوں گے تو اللہ اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرتا ہے اور اگر وہ اللہ کے دشمن ہوں گے تو تجھکو اللہ کے دشمنوں سے کیا غرض ہے جو تو انکی فکر میں رہے بعض بدنصیبوں کو دیکھا ہے کہ اولاد کی فکر و غم میں اپنا دین تباہ کر دیتے ہیں کوئی اُنسے اگر دین کی بات کہتا ہے تو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہمکو لڑکے بالوں کی فکر سے ایسی فرصت کہاں ہے جو ہم شرع پر چلیں یا نماز روزہ اچھی طرح بجالائیں معاذ اللہ یہ کلمہ صریح کفر ہے اللہ نے تو مال و اولاد کو فقط دنیا کی زینت ٹھہرایا ہے نہ کار آمد آخرت اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا اور یہ فرمایا ہے لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ اِنْتَھٰی کَلَامُ سَیِّدِیْ الْوَالِدِ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی

فصل بیان میں حقوق والدین و مرضعہ کے مطابق رسالہ

حقیقۃ الاسلام قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس اللہ روحہ آمین

اس رسالہ میں ہر چند کوئی امر زائد امور گذشتہ سے بیان حقوق میں مذکور نہیں ہے لیکن تقریر و بیان
کے تفاوت سے بھی نفع متصور ہو سکتا ہے اس لیئے اس جگہ جستہ جستہ بعض مضمون غیر مکرر کا ترجمہ کیا
جاتا ہے قاضی صاحب نے لکھا ہے کہ دوسری قسم حقوق العباد کی اُن لوگوں کا حق ہے جو کہ بظاہر بعض حقوق
اللہ کے اور ظاہر میں واسطہ ایجاد و پرورش و روزی رسانی و نجات کے ٹھیرے ہیں جیسے ماں باپ آبا و اجداد
ظاہر میں اللہ تعالیٰ انہیں کے توسط سے روزی پہنچاتا ہے یا پرورش کراتا ہے یا کسی طرح کا انعام مالی یا راحت بدنی
یا عزت یا منفعت انکے توسط سے دیتا ہے اس لیئے بجالانا اُنکے شکر کا واجب ہے حضرت نے فرمایا ہے
مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ یعنی جس نے بندہ کا شکر نہ کیا
اس نے اللہ کا شکر نہ کیا سو بندوں میں سب سے بڑا حق ماں باپ کا ہے کہ اللہ کے برابر کسی کا حق نہیں ہے
واسطے حضرت نے انکے حقوق کو کبائر میں ہمراہ شرک کے ذکر کیا ہے عقوق عبارت ہے ایذا دینے اور نافرمانی
کرنے سے عق بتشدید بمعنی شق و قطع ہے عقوق ضد ہے بر و صلہ کی حدیث میں آیا ہے جس نے صبح کی اور وہ
[illegible] کا اور اپنے ماں باپ کا مطیع ہے تو کھولے جاتے ہیں واسطے اس کے دو دروازے بہشت کے اور
اگر ایک ہے تو ایک دروازہ اور جس نے نافرمانی کی اللہ کی اور اپنے ماں باپ کی تو کھولے جاتے ہیں واسطے
اُسکے دو دروازے دوزخ کے اور اگر ایک ہے تو ایک دروازہ لوگوں نے کہا بھلا اگر ماں باپ ظلم کریں تین بار
فرمایا گو ظلم کریں یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ماں باپ کا ظلم تحمل کرے اونکے ظلم کرنے پر بھی نافرمانی سے پیش
نہ آئے کیونکہ عاق ماں یا باپ کا یا دونوں کا لائق دوزخ کے ہوجاتا ہے اُس دن یہ عذر اوسکا سنا نہ جائیگا
کہ میں نے عقوق اُنکا اس لیئے کیا تھا کہ وہ ظالم تھے اسی طرح ولد بار اور سعادتمند مرحوم ہوگا حدیث میں آیا ہے نہیں
نظر کرتا ہے کوئی ولد طرف اپنے والدین کے رحمت سے لیکن لکھتا ہے اللہ اس کے لیئے ہر نظیر پر ایک حج
مبرور پوچھا بھلا اگر ہر دن میں سو بار نظر کرے فرمایا ہاں اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَأَطْيَبُ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ عَنْ اِبْنِ
عَبَّاسٍ یعنی اللہ کے سامنے سو بار نظر کرنے پر سو حج مبرور کا ثواب دینا کچھ بڑی بات نہیں ہے میں کہتا ہوں
یہ اجر اُسوقت ملیگا جبکہ ماں باپ کو بنظر رحمت و محبت و الفت و شفقت و عظمت و حرمت و خدمت
دیکھیگا اور اگر ماں باپ کی طرف سے دل میں بغض و دشمنی و کینہ و حسد بھرا ہوا ہے تو پھر یہ اجر ملنا خیریت
ہے جہنم ملتا ہے اُسکی طرف اسجگہ سے صحیح دو قسام ایک یا دو دروازے کھولے جاتے ہیں اب ہر ولد اپنے
دل میں خیال کرلے کہ میرا دیکھنا کس قسم میں داخل ہے **مسئلہ** نفقہ ماں باپ و اجداد و جدات مفلس کا
گو قدرت کمائی کی رکھتے ہوں فرزند آزاد عاقل بالغ پر کہ قدرت کسب کی رکھتا ہے واجب ہے اگرچہ

کافروا ہی ذمہ کیوں نہ ہو اس مسئلہ منجملہ حقوق والدین کے ایک یہ ہے کہ ماں باپ کے دوستوں کے ساتھ
دوستی کرے اور مودت بجالائے مراد صلہ سے اس جگہ رعایت اور خدمت بدنی حسن اخلاق ہے اسی طرح
ماں باپ کے اخوان و اخوات و اعمام و عمات و اخوال و خالات اور انکی اولاد سے بھی صلہ بجالائے کہ
یہ امر منجملہ حقوق والدین کے ہے پھر جو کوئی جسقدر نسب میں قریب تر ہے وہ اتنا ہی حق میں زیادہ ہے
قرآن کریم میں کئی جگہ ذکر ذی القربی کا فرمایا ہے اور کہا ہے وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ یعنی رشتہ دار کا
حق دے لہٰذا ہر غنی پر نفقہ ہر ذی رحم محرم کا اگرچہ وہ فقیر اور غیر قادر علی الکسب ہو واجب ہوتا ہے
بشرطیکہ مسلمان ہو قال تعالیٰ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ بعینہ نفقہ کرنا اس پر واجب ہے
مثل نفقہ اولاد کے اسی طرح جو شخص کسی اپنے ذی رحم محرم کا مالک ہو جائے گا تو وہ بھی وہ مالک ہوتے ہی
آزاد ہو جاتا ہے اگرچہ کافر ہو یہ مضمون حدیث میں آیا ہے احمد و ابوداؤد و حاکم نے اسکو سمرہ سے
روایت کیا ہے اس جگہ اقربا سے جو کوئی محرم نہیں ہے اسکا نفقہ بھی واجب نہیں ہوتا ہے لیکن صلہ اسکا
واجب ہے اور قطع رحم حرام اور ناموافقت غیر جائز ہے بطریق مرفوع صحیحین میں جبیر بن مطعم سے رفعاً
آیا ہے کہ قاطع رحم بہشت میں نہ جائیگا عبداللہ بن ابی اوفی کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جس قوم
میں ایک شخص بھی قاطع رحم ہوتا ہے اس قوم پر رحمت خدا کی نازل نہیں ہوتی ہے غرضکہ وجوب صلہ
رحم و حرمت قطع میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں اس لیے ہر شخص پر لازم ہے کہ اپنے نسب سے خبردار
رہے تاکہ صلہ رحم کر سکے و قطع رحم سے بچے ایک حدیث سعید بن عباس میں فرمایا ہے کہ حق بڑے بھائی کا
چھوٹے بھائی پر مثل باپ کے حق کے ہے بیٹے پر رواہ البیہقی اور قرآن پاک میں قاطع رحم پر لعنت
آئی ہے اور اسکو اندھا ٹھیرایا ہے اقم ابتا اسے جو اللعن یزید پر اسی آیت سے استدلال کیا ہے
اس لیے کہ وہ قاطع رحم تھا مسئلہ اگر منجملہ دو قریب کے ایک قریب دوسرے قریب سے بدسلوکی
کرے اور قطع رحم فرمائے تو دوسرے کو لازم ہے کہ وہ قطع نکرے وبال قطع کا قاطع پر جائیگا اور برکات
صلہ رحم کے واصل پر عائد ہونگی ۵

	ہذی رما ہذی سبیل یا شعر جہا		اگر مردی احسن الی من اسا	

حدیث ابن عمرو میں فرمایا ہے لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ
رَحِمُهُ وَصَلَهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ انس رفعاً کہتے ہیں جسکو یہ بات محبوب ہو کہ اس کے رزق میں کشایش
ہو اور اس کے اثر میں تاخیر ہو یعنی اس کی عمر بڑھے تو اس کو چاہیئے کہ وہ صلہ رحم کیا کرے متفق علیہ
ابوہریرہ کا لفظ مرفوع یوں ہے تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ

مَحَبَّةٌ فِي الْأَهْلِ مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قاطع رحم کو علاوہ عذاب آخرت کے دنیا میں بھی وبال لاحق حال ہوجاتا ہے حدیث ابوبکرہ میں آیا ہے مَا مِنْ ذَنْبٍ أَحْرَى أَنْ يُعَجِّلَ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ **مسئلہ** ماں باپ کے حقوق سے حق مرضعہ کا بھی ملتحق ہے کیونکہ جو چیز نسب سے حرام ہو وہ رضاع سے بھی حرام ہے جیسے دو خواہر حقیقی کا نکاح میں جمع کرنا کہ رضاعا بھی مثل نسب کے حرام ہو تاکہ قطع رحم نہو حدیث ابوالطفیل میں آیا ہے کہ حضرت اپنی چادر واسطے مرضعہ کے بچھا دیتے تھے اور اُسپر اُسکو بٹھالتے ہیں کہتا ہوں کہ جب مجازی ماں کا یہ حق ہے کہ اُس کی تعظیم کرے اور حسن سلوک سے پیش آئے تو حقیقی ماں بالاولی ہر خدمت و اطاعت کی مستحق ہوگی انتہی کلام قاضی رہ فتح البیان میں زیر آیہ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا الآیۃ کہا ہے مَعْنَى الْآيَةِ أَلتَّوْصِيَةُ لِلْإِنْسَانِ بِوَالِدَيْهِ بِالْبِرِّ لَهُمَا وَالْعَطْفِ عَلَيْهِمَا وَالْإِحْسَانِ إِلَيْهِمَا بِكُلِّ مَا يُمْكِنُهُ مِنْ وُجُوهِ الْإِحْسَانِ فَيَشْمَلُ ذٰلِكَ إِعْطَاءَ الْمَالِ وَالْخِدْمَةِ وَلِينَ الْقَوْلِ وَعَدَمَ الْمُخَالَفَةِ لَهُمَا وَغَيْرَ ذٰلِكَ اور زیر آیہ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ لکھا ہے قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مَنْ صَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فَقَدْ شَكَرَ اللّٰهَ وَمَنْ دَعَا لِلْوَالِدَيْنِ فِي أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَقَدْ شَكَرَ الْوَالِدَيْنِ انْتَهٰى ابن کثیر نے زیر آیہ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا لکھا ہو كَأَنَّ الْوَالِدَيْنِ هُمَا سَبَبُ وُجُودِ الْإِنْسَانِ وَلَهُمَا إِلَيْهِ غَايَةُ الْإِحْسَانِ فَالْوَالِدُ بِالْإِنْفَاقِ وَالْوَالِدَةُ بِالْإِشْفَاقِ

خاتمہ بیان میں نفقات کے

نفقہ زوجہ کا زوج پہ واجب ہے اِس کو اللہ تعالی نے قرآن کریم میں واجب فرمایا ہے **قال تعالی** وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ موزعی نے اپنی تفسیر میں اس آیت کی دلالت کو مطلوب پر مقرر رکھا ہے اور حدیث میں آیا ہو کہ حضرت صلعم نے ہند بنت عتبہ کو اذن دیا کہ وہ اپنے شوہر ابوسفیان کے مال میں سے بقدر اپنی کفایت اور اولاد کی کفایت کے لیلے یہ حدیث صحیحین وغیرہا میں ہے اسی طرح نفقہ مطلقہ رجعی کا واجب ہے نہ بائن کا اور عدت وفاۃ میں نہ نفقہ ہے نہ سکنی مگر یہ کہ وہ معتدہ بائنہ حاملہ ہوں اس جگہ مطلب ہمارا نفقہ والدین سے ہے تو والد آسودہ حال پر نفقہ ولد تنگدست کا اور بالعکس واجب ہے بدلیل حدیث ہند مذکورہ اور بالعکس کی دلیل یہ آیت ہے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا

وَقَوْلِهٖ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَقَوْلُهٗ صَلْعَم اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِیْكَ اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَغَیْرُہٗ

اور یہ بات معلوم ہے کہ اگر ماں باپ بھوک سے مرجائیں اور اولاد عیش رغید میں ہو تو یہ نہ کوئی احسان ہی ساتھ اُن کے اور نہ مصاحبت بالمعروف اور نہ مملوک کا نفقہ سید میں ہو تو یہ نہ کوئی احسان ہے ساتھ اُن کے اور نہ مصاحبت بالمعروف اور مملوک کا نفقہ سیّد پر ہے اور قریب کا نفقہ قریب پر کچھ واجب نہیں ہے بلکہ باب صلۂ رحم سے ہے اس لیئے کہ کوئی دلیل تخصیص لنفقۂ قریب پر نہیں آئی ہے یہی احادیث صلۂ رحم کی آئی ہیں اور یہ عام ہیں اور رحم محتاج نفقہ احق ارحام بالصلہ ہے اور اللہ نے فرمایا ہے لِیُنْفِقْ ذُوْسَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَیْهِ رِزْقُهٗ فَلْیُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ایک شخص نے حضرت سے پوچھا تھا کہ میں کس کے ساتھ احسان کروں فرمایا ماں باپ بہن بھائی غلام جو تیرے پاس رہتا ہے ذٰلِكَ حَقٌّ وَاجِبٌ وَرَحِمٌ مَوْصُوْلَةٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ اور جس کا نفقہ واجب ہے اُس کا کپڑا اور سکنی بھی واجب ہے آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ سے یہی مستفاد ہوتا ہے الغرض واجب النفقہ لوگ جن پر انسان مسلم کے ایک ماں ہے دوسرے باپ تیسرے بہن چوتھے بھائی پانچویں بی بی چھٹے اولاد ساتویں لونڈی غلام باقی رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحم ہے نہ وجوب نفقہ آج آخر ماہ جمادی الاولی ۱۳۰۰ھ ہجری روز شنبہ کو یہ رسالہ بہاردن میں عجالۃً بحمدہ تعالی تمام ہوا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ ۔

تحسین سنت

نکالا بخاری اور مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِیْنَ اَوْفِرُوا اللِّحٰی کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخالفت کرو مشرکین کی بہر کرو داڑھیوں کو اور مونڈوں موچھوں کو وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ وَفِیْ رِوَایَةٍ اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰی مَعْنٰی اَوْفِرُوْا اَكْثِرُوْا وَاحْفُوْا اَیْ بَالِغُوْا فِیْ جَزِّهَا وَانْهَكُوْا اَیْ بَالِغُوْا فِیْ اَوْفِرُوْا كَثِّرُوْا وَاحْفُوْا اَیْ بَالِغُوْا فِیْ جَزِّهَا وَانْهَكُوْا اَیْ بَالِغُوْا فِیْ قَصِّهَا کے ہیں مبالغہ کرو اس کے مونڈنے میں۔ وانہکوا یعنی مبالغہ کرو اس کے کاٹنے میں اور مراد مخالفت سے یہ ہو وَالْمُرَادُ بِالْمُخَالَفَةِ اِنَّهُمْ یَقُصُّوْنَ اللِّحٰی وَیَتْرُكُوْنَ الشَّوَارِبَ حَتّٰی کہ تحقیق وہ لوگ کاٹتے ہیں ڈاڑھیوں کو اور چھوڑتے ہیں موچھوں کو یہاں تک کہ دراز ہو

[illegible]

يطول والامر يفيد الوجوب ثم أخرج مسلم عن أبي هريرة رضي الله

اور تم اے میرے بھائیو رحم کرے تم پر اللہ بڑا کرو تم داڑھیوں کو اور مونڈو مونچھوں کو اور امر فائدہ دیتا

عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جزوا الشوارب

ہے وجوب کا اور نکالا مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وارخوا اللحى خالفوا المجوس ومعنى جزوا قصوا ومعنى ارخوا اتركوها

وآلہ وسلم نے مونڈو مونچھوں کو اور چھوڑ دو داڑھیوں کو مخالفت کرو مجوس کی ارخوا کا معنے ہے

ولا تتعرضوا اليها بتغيير وأخرج ابن حبان عن أبي هريرة رضي الله

چھوڑ دو اس کو اور نہ پیش لاؤ اس کے لیے ساتھ بدل ڈالنے کے اور نکالا ابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ

عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من فطرة الاسلام

عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرۃ اسلام سے ہے لینا مونچھ کا اور بڑا کرنا

أخذ الشارب وإعفاء اللحى فإن المجوس تعفي شواربها وتحفي لحاها

داڑھیوں کا پس تحقیق مجوس بڑا کرتے ہیں اپنی مونچھوں کو اور مونڈتے ہیں اپنی داڑھیوں کو

فخالفوهم خذوا شواربكم واعفوا لحاكم وأخرج مسلم عن أبي هريرة

پس مخالفت کرو تم ان کی لو اپنی مونچھوں کو اور بڑا کرو اپنی داڑھیوں کو اور روایت کیا مسلم نے ابوہریرہ

رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خالفوا المجوس

رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفت کرو مجوس کی اس سبب سے کہ

لأنهم كانوا يقصرون لحاهم ويطيلون الشوارب وأخرج البزار عن

تحقیق تھے وہ کم کرتے اپنی داڑھیوں کو اور دراز کرتے تھے مونچھوں کو اور نکالا بزار نے انس

أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال خالفوا

رضی اللہ عنہ سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مخالفت کرو مجوس کی

المجوس جزوا الشوارب واعفوا اللحى وأخرج ابن أبي شيبة عن

لو مونچھیں اور بڑا کرو داڑھیاں اور نکالا ابی شیبہ نے عبید اللہ بن عبد اللہ عتبہ سے کہا آیا ایک

عبيد الله بن عبد الله بن عتبة قال جاء رجل من المجوس إلى

مرد مجوس سے طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور تحقیق مونڈی اس نے

رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقد حلق لحيته وأطال شاربه

اپنی داڑھی اور دراز کیں اس نے اپنی مونچھیں پس فرمایا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے